معارف حافظ ملت

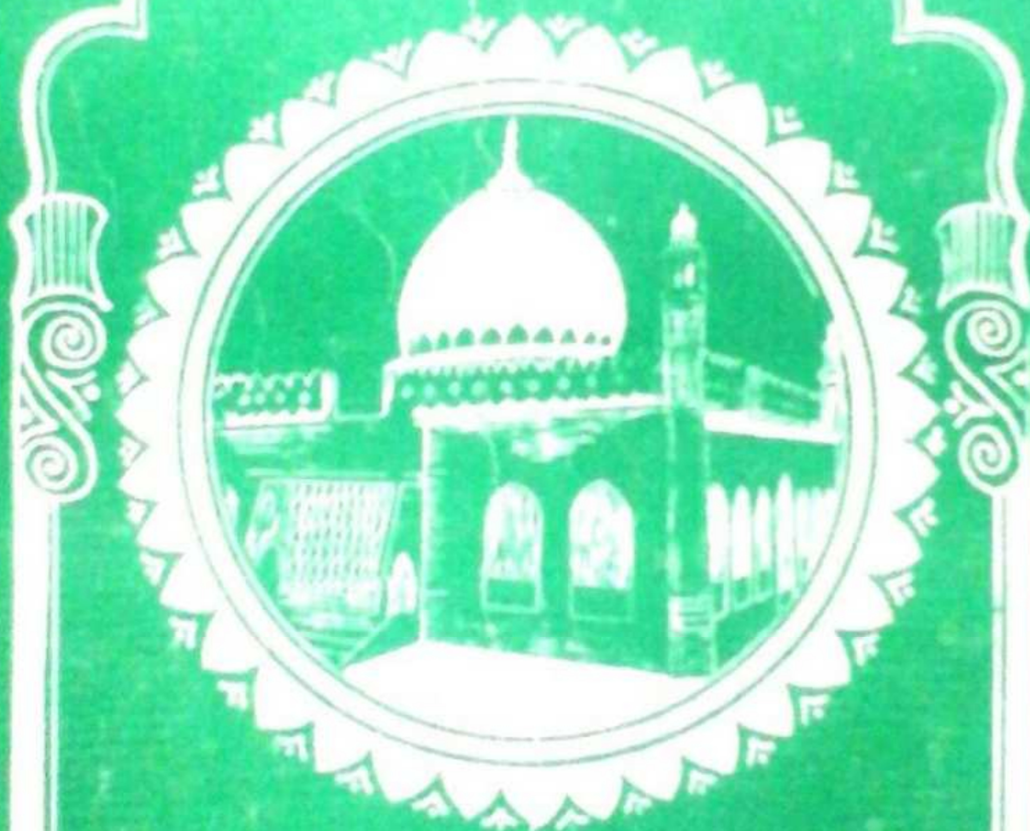

مرتب

مولانا محمد اسلم مصباحی گورکھپوری

استاذ دارالعلوم [illegible] ضلع بستی

مکتبہ عزیزیہ نوشہرہ بڑہل گنج گورکھپور

سلسلۂ اشاعت ۱ء

کتاب ——— معارفِ حافظ ملّت

مصنّف ——— محمد اسلم عزیزی مصباحی گورکھپوری

تقدیم و نظر ثانی ——— مولانا عبد المبین صاحب نعمانی

تصحیح کتابت ——— مولوی محمد خالد اشرف، مولوی عنایت اللہ، مولوی رحمت اللہ

کتابت ——— حسین اختر خلیل آبادی، جمال بستوی

سنہ اشاعت طبع ثانی ——— جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ، ستمبر ۱۹۹۷ء

زیر اہتمام ——— المجمع الاسلامی مبارکپور اعظم گڈھ یوپی

ناشر ——— مکتبہ عزیزیہ نوشہرہ بڑہل گنج گورکھپور یوپی

صفحات ———

تعداد اشاعت ———

ھدیہ ——— ایصال ثواب

:کتاب ملنے کے پتے:

المجمع الاسلامی ——— مبارکپور اعظم گڈھ یوپی ۲۷۶۴۰۴

دارالعلوم قادریہ ——— چریاکوٹ مئو یوپی ۲۷۶۱۲۹

مکتبہ عزیزیہ ——— محلہ نوشہرہ، بڑہل گنج گورکھپور یوپی ۲۷۳۴۰۲

انوار بک ڈپو ——— مدرسہ شمس العلوم گھوسی مئو یوپی ۲۷۵۳۰۴

دارالعلوم علیمیہ ——— جمدا شاہی ضلع بستی یوپی ۲۷۲۰۰۲

فہرست طبع ثانی معارف حافظ ملت

لائق تقلید کارنامہ

شیدائے حضور حافظ ملت محترم سیٹھ عبد العلی عزیزی صاحب خلف رشید حضرت علامہ کاظم علی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان شیخ الحدیث دار العلوم اہل سنت تدریس الاسلام بسڈیلہ ضلع بستی علم دین و دنیا کے حسین امتزاج کا نمونہ ہیں۔ فیضان حافظ ملت کے طفیل خداوند قدوس نے موصوف کو دولت دنیا سے بھی نوازا ہے اور دین پروری کے جذبہ کے ساتھ امت مرحومہ کے فلاح و نجات کے درد کی توفیق بھی محترم سیٹھ عبد العلی عزیزی کے حصہ میں ہے۔

پہلی ملاقات میں محترم سیٹھ عبد العلی صاحب عزیزی سے معارف حافظ ملت کے مندرجات کو عام کرنے کی گذارش کی تو بغیر کسی پس و پیش کے حضور حافظ ملت اور علامہ کاظم علی صاحب عزیزی علیہما الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں ایصال ثواب کی نیت کا اظہار کیا، اور ایک میرا ہی رحمت میں دعوی نہیں شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام ورد زبان کرتے ہوئے گویا ہوئے۔

"ان دونوں بزرگوں کے ساتھ جملہ مرحومین اہلسنت کے ایصال ثواب کے لئے معارف حافظ ملت کی پانچ سو جلدیں طبع کرا کے میری طرف سے مفت تقسیم کر دیں ـــــ"

جامعہ عربیہ اہل سنت مصباح العلوم بدھیائی خلیل آباد ضلع بستی کے وسیع صحن میں بلا چندہ سالانہ عرس عزیزی و عرس کاظمی کا انعقاد محترم سیٹھ عبد العلی صاحب عزیزی کا محبوب مشغلہ ہے جس سے موصوف کی دین پروری اور ان دونوں بزرگوں سے عقیدت کا پتہ چلتا ہے۔

دعا ہے کہ مولائے تعالیٰ قدیر رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے طفیل محترم سیٹھ عبد العلی صاحب عزیزی کو ان کے متعلقین کے ساتھ آسیب روزگار سے محفوظ فرما کر دارین کے بھلائیوں کی توفیق عطا فرمائے، حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیوض و برکات عام و تام فرمائے اور مزید خدمت دین اور اشاعت علم کی توفیق سے نوازے۔ آمین بحرمۃ النبی علیہ التحیۃ والتسلیم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

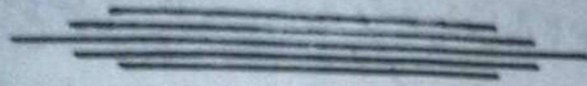

نذرانۂ عقیدت

صاحب تذکرہ الحاج الشاہ حافظ الملت والدین استاذ العلماء جلالۃ العلم علامہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ والرضوان ــــ شیخ الحدیث وصدر المدرسین و بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، اعظم گڈھ یوپی کی بارگاہ عالی میں "معارف حافظ ملت" کا نذرانۂ عقیدت لیکر حاضر ہوں۔ ؎

گر قبول افتد زہے عز و شرف

گدائے بارگاہ عزیزی
محمد اسلم عزیزی مصباحی
گورکھپوری۔

احوال واقعی

مضمون نگاری اور اردو ادب کی دنیا سے میرا تعلق صفر کے برابر ہے، نہ کبھی اس طرف ذہن کا رجحان ہوا نہ کبھی اس کی کوشش کی اور نہ ہی تقریر سے کبھی شغف پیدا ہوا کہ مرصع جملوں کے استعمال کی عادت پڑتی۔ اپنا جو کچھ سرمایہ ہے وہ درسگاہ اور درسگاہی زبان۔

مجھ جیسے بے مایہ انسان کے لئے اس ذات کے حالات پر قلم اٹھانا ممکن ہی نہیں تھا جو زندگی کے تمام مرحلوں میں یکتائے روزگار ہو، تعریفی کلمات جس کے واقعی حالات کی عکاسی سے عاجز ہوں۔

مگر ١٤١٥ھ / ١٩٩٤ء کے کسی مہینہ میں رفیق دیرینہ حضرت علامہ بدر عالم صاحب بدر القاری کی خدمت میں بعض ضروریات کے پیش نظر ایک عریضہ حاضر کیا۔ جواب میں حکم نامہ ملا کہ "سوانح ـــ حافظ ملت زیر ترتیب ہے حضور حافظ ملت سے متعلق تمہارے ذہن میں جو باتیں ہوں انھیں جیسے تیسے لکھ کر بھیج دو ان کی ترتیب میں کرلونگا گویا اس راہ میں میری بے مائیگی مسلم تھی اور ہے۔ اس حکم کے بعد درسگاہی ڈسک پر ایک کاپی رکھ لیا جو باتیں ذہن میں آتی گئیں انھیں اشاروں میں لکھتا رہا۔ مگر ذوالحجہ ١٤١٥ھ / ١٩٩٥ء میں تقدیر نے کروٹ لیا اور غوثیہ رضویہ اگیا سے علیمیہ جمدا شاہی پہونچ گیا، انتقال مکانی اور غیر متوقع حالات کے پیچ وخم نے ادھر متوجہ بھی نہیں ہونے دیا لہذا یادداشت کی کاپی طاق نسیاں کا شکار ہوگئی رفیق دیرینہ سے شرمشاری بھی تھی کہ دو تین ماہ میں بھیجنے کا وعدہ بھی کرلیا تھا۔

ابھی انہیں حالات سے دوچار تھا کہ رمضان کے عشرۂ اخیر میں حضرت علامہ عبد المبین صاحب نعمانی نے "ملفوظات حافظ ملت" پیش کرتے ہوئے کہا تمہارے

ذہن میں بھی کچھ باتیں حضور حافظ ملت کے متعلق ہوں گی انھیں اکٹھا کر دو تو ملفوظات حافظ ملت یا کسی سوانح میں شامل کر لیا جائے گا۔

ملفوظات حافظ ملت کے مطالعہ کے درمیان خیال گذرا کہ اس کے بعد حافظ ملت نمبر بھی دیکھ لوں تاکہ غیر مطبوعہ واقعات جو ذہن میں ہوں انھیں اکٹھا کر دوں، اب پندرہ شوال ۱۴۱۶ھ / ۱۹۹۶ء کے کچھ بعد تک مطالعہ اور غیر مطبوعہ واقعات کو اشاروں میں محفوظ کرتا رہا بحمدہ تعالیٰ ۳۰ ذوالحجہ ۱۹ اپریل ۱۴۱۶ھ / ۱۹۹۶ء تک اشارات کے مسودہ اور مسودہ کے مبیضہ سے فراغت مل گئی۔

مندرجات معارف حافظ ملت میں کچھ واقعات محض روایت سے راوی کے نام کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں، ان کے علاوہ تمام واقعات اپنی سماع اور رویت کے ہیں۔

ایک زمانہ کے بعد اپنے کانوں سے سنے ہوئے الفاظ اور اپنی آنکھوں سے دیکھے ہوئے افعال کو تحریری شکل دینے میں احتیاط سے کام لیا ہے کہ کہیں کوئی بات صاحب تذکرہ کی طرف خلاف واقع منسوب نہ ہو جائے۔ اگر تقاضائے بشری کی بنا پر ایسا کہیں ہو گیا ہو تو اس کا محاسبہ راقم کی طرف منسوب ہوگا۔ حضور حافظ ملت کا دامن اس سے بری ہے۔

مشکور ہوں علامہ بدر القادری صاحب کا جن کے قلمدان کی روشنائی نے تحریری دنیا سے ایک نا آشنا انسان کو تحریری تعاون کی طرف آمادہ کیا۔ اور شکر گذار ہوں حضرت علامہ عبد المبین صاحب نعمانی کا جن کے حکم کی تعمیل نے سرد خانہ میں پڑی ہوئی یادگی کو اس طرح زندگی بخشا کہ معارف حافظ ملت عالم وجود میں آگئی، حضرت موصوف کے اضافے بھی ہیں جن کو ممتاز کر کے شامل کتاب کر لیا ہے۔

"معارف حافظِ ملت" کی کتابت کے درمیان کچھ مضامین بڑھتے گئے ہیں۔ جنھیں مناسب باب میں رکھنے کی کوشش رہی۔ کتابت کے بعد بھی کچھ مفید مضامین یاد آئے جو مومن کامل، عبارت خوانی، طریقہ تدریس اور دیگر ابواب کے

ـــ مناسب ہیں، کچھ نئے ابواب کے لائق بھی مضامین مستحضر ہوئے مثلاً حافظ ملت کا ''نظریۂ تعلیم'' ''ولایت حافظ ملت'' چوں کہ عرس عزیزی ۱۴۱۶ھ / ۱۹۹۶ء تک ''معارف حافظ ملت'' کو منظر پہ لانے کا عزم ہے، اس لئے وہ مضامین جو کتابت کے بعد یاد آئے انہیں شامل کتاب نہ کرسکا، انشاء المولی الکریم اگلی طباعت میں اس طرح کے مضامین شامل کتاب کر دئے جائیں گے، جو کسی نہ کسی حیثیت سے مفید اور راہنما ثابت ہوں گے۔

اب داد و تحسین سے بے نیاز ہو کر معارف حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان سے افادیت عامہ کی آرزو ہے جو اس سیہ کار اور اس کے والدین مرحومین کیلئے نجات کا ذریعہ ہو جنہوں نے غربت افلاس کے باوجود حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی غلامی اور کفش برداری میں رہنے پر مجبور کیا۔

محمد اسلم مصباحی غفرلہ

۲۵ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ

11-8-96

تقدیم

از ـــــ حضرت مولانا عبد المبین صاحب نعمانی قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم • نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وآلہ

محب مکرم حضرت مولانا محمد اسلم مصباحی عزیزی گورکھپوری زید مجدہ حضور حافظ ملت استاذ العلما، علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کے شاگرد و مرید اور طویل عرصے تک صحبت بابرکت سے فیض یاب ہونے والوں میں ایک نمایاں شخصیت کے مالک ہیں، درس نظامیہ پر اچھی دست رس رکھتے ہیں۔ ہمارے ہم سبق ساتھیوں میں ہیں، متانت و سنجیدگی اور نکتہ رسی اور دقت نظری کے سلسلے میں آپ دور طالب علمی ہی سے ممتاز رہے ہیں۔ دینداری و دیانت داری اور علمی پختگی میں آپ کے امثال ڈھونڈھنے سے ملیں گے۔

گذشتہ سال رمضان المبارک (۱۴۱۶ھ) میں ان کے وطن مالوف بڑھل گنج (گورکھپور) میں جب ملاقات ہوئی تو میں نے ان کی خدمت میں "ملفوظات حافظ ملت" مرتبہ مولانا اختر حسین فیضی مصباحی کو پیش کرتے ہوئے گذارش کی کہ اس کتاب کو آپ ملاحظہ فرمالیں اور پھر اپنی یادداشت پر زور دے کر حافظ ملت کے ملفوظات و روایات اور علمی نکات کو قلم بند فرمادیں۔ چونکہ آپ نے طویل عرصہ حضور حافظ ملت کی بارگاہ عالی جاہ میں گذارا ہے اس لئے ضرور نہاں خانۂ دل اور گوشۂ ذہن میں بہت سے جواہر غالیہ و معارف علمیہ پنہاں ہوں گے آپ انھیں قلم بند کردیں تاکہ ملفوظات حافظ ملت کے دوسرے اڈیشن یا عنقریب شائع ہونے والی مختصر سوانح حافظ ملت (مرتبہ مولانا اختر حسین مصباحی استاذ دار العلوم قادریہ چریاکوٹ) میں شامل

کردیا جائے انشاء اللہ تعالیٰ ــــ مولانا نے میری آواز پر لبیک ہی نہیں کہا بلکہ پوری دلچسپی لی اور محنت کر کے اپنی یادداشتوں کو نوٹ کر ڈالا، پھر میرے پاس بھیجا تو یہ دیکھ کر میری مسرتیں دوبالا ہو گئیں کہ یہ تو پوری ایک کتاب کا مضمون ہے، میں نے عرض کیا اب اس کو کسی کتاب میں شامل نہیں کرنا ہے بلکہ خود اس کو علیحدہ کتابی شکل دینی مناسب ہے، زیر نظر کتاب "معارف حافظ ملت" کی شان تصنیف یہی ہے۔

محققین اور ادباء سے یہ امر مخفی نہ رہے کہ مصنف کی یہ پہلی قلمی کوشش ہے جو منظر عام پر آرہی ہے، تدریس و تعلیم میں غایت درجہ انہماک نے موقع ہی نہ دیا کہ موصوف اس خار دار وادی میں قدم رکھتے، اس لئے اسے حافظ ملت کی بارگاہ میں خراج عقیدت تصور کرنا چاہئے۔

مولانا عزیزی کا بہر حال یہ کرم و احسان ہے کہ صد فہائے دل میں چھپے ہوتیوں کو آشکارا کر دیا تاکہ ان کی چمک دمک سے ہم عقیدت کیشان حافظ ملت بھی مستفیض ہوں اور عام قارئین بھی محظوظ و مستفیض ہو سکیں ــــ کیوں کہ مولانا عزیزی نے ایسے ہی نکات و واقعات کو ضبط تحریر میں لانے کی کوشش کی ہے جو قوم کے لئے کسی نہ کسی حیثیت سے ضرور مفید ہیں۔ گویا مولانا کے تراوش قلم کے یہ نقشہائے گوناگوں ان کی عقیدتوں کی سوغات ہی نہیں بلکہ وہ پارہائے دل و قاشہائے جگر ہیں جنھیں قارئین کی ضیافت کیلئے صفحات قرطاس پر سجا دیا گیا ہے، انھیں پڑھیں اور قلب و ذہن کو تسکین دیں، فکروں کو سنواریں اور نمونۂ عمل بنائیں، آنکھوں کو روشن کریں اور عقیدتوں کو جلا بخشیں، حافظ ملت کو پہچانیں اور نہاں خانہ دل میں جگہ دیں۔ کہ اللہ والوں کی عقیدت رائیگاں نہیں جاتی، ان کا چاہنے والا رسوا نہیں ہوتا ــــ ارشاد باری ہے۔

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ (زخرف۔ ۴۳/۶۷)

گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار (کنز الایمان)

انھیں پاک باز ہستیوں اور یادجاناں میں جانے والوں سے تو دل لگانا چاہئے، کہ ان کے دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے اور ان کی یاد میں بھی خدا کی یاد ہے۔ ان کا ذکر سبب نزول رحمت ہے کہ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ (صالحین کے ذکر کے وقت رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے) یہ ایک حقیقت ہے اور اس کا منکر بدعقیدت ہے۔ اور اللہ کا ذکر ہی تو جان عبادت ہے اور سب سے بڑا، قرآن مجید خود گواہ ہے۔ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (عنکبوت ۲۹/۴۵) اور بیشک اللہ کا ذکر سب سے بڑا۔

(کنزالایمان)

بات میں بات یاد آئی ایک صاحب نے مجھ سے کہا اور برملا کہا "حافظ ملت کو میں نے اچھی طرح دیکھا ہے اور خوب اچھی طرح دیکھا ہے، ان کی صبح دیکھا ہے، ان کی شام دیکھا، اور ایک دو روز نہیں طویل عرصے تک دیکھا ہے۔ وہ کیا تھے۔ بس ایک عالم تھے اور متقی تھے روزہ نماز کے پابند تھے، باقی لوگ ان کو بہت کچھ کہتے ہیں بہت کچھ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو بھائی میں اس کا قائل نہیں ہوں جو آدمی جو ہو اس کو وہی کہنا چاہئے[1]"

غالباً وہ یہ کہنا چاہتے تھے اور کھل کر نہ کہہ سکے کہ " لوگ عقیدت میں حافظ ملت کو ولی ثابت کرنا چاہتے ہیں حالانکہ وہ ولی نہیں ہیں"۔ یہ نتیجہ میں نے اس لئے نکالا کہ کوئی حافظ ملت کو غوث وقطب تو کہتا نہیں بس ولی اور عارف باللہ ہی کہا جاتا ہے، الفاظ والقاب چاہے جو ہوتے ہوں مآل سب کا تقریباً یہی ہے، اور شاذ و نادر کوئی نادانی میں کبھی کچھ کہہ گیا ہو تو وہ معرض بحث سے خارج ہے، کیوں کہ "لوگ کہتے ہیں" کا اطلاق شاذ و نادر پر نہیں ہوتا اور " اَلشَّاذُ كَالْمَعْدُوْمِ " مقولۂ مسلم ہے۔

---

[1] ولایت کوئی ایسی شئی نہیں جسے ظاہری آنکھوں سے دیکھ لیا جائے۔ اسی لئے مشہور مقولہ ہے "ولی را ولی می شناسد" ولی کو ولی پہچانتا ہے، یہ کسی ایسے ہی کی بات ہو سکتی ہے جس کی کور باطنی انتہا کو پہنچ چکی ہو۔ اور اسی لئے حافظ ملت کو ایک عرصے تک دیکھنے کا دعویٰ اپنے قلب ونگاہ کے بنجر ہونے کا اعلان ہے۔ کہ جس کے لئے آب نیساں بھی کچھ مفید نہیں۔ مصنف

کہنے والے پر مجھے تعجب ہوا اور حیرت بھی کہ قائل یا تو جو کہتا ہے سمجھتا نہیں یا جو سمجھ رہا ہے وہ کہتا نہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں "یہی تو سب سے بڑی بات ہے کہ کوئی عالم دین ہو اور متقی ہو، اس سے زیادہ کوئی کچھ کہتا ہے غلط ہوگا، میں ان کی بات سمجھ رہا تھا لیکن شاید وہ میرا جواب نہ سمجھ سکے، کہ جس بات کی وہ تردید کرنا چاہتے تھے وہ وہی کہہ رہے تھے، گویا وہ۔۔ "اقراری کنم وانکاری کنم" کی منزل میں تھے۔ اور یہ منزل کچھ اہل فہم پر پوشیدہ نہیں،

بیچارے نہ سمجھ سکے کہ ولی ہونے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ سب تو حافظ ملت کے اندر خود موجود ہیں، جس کا 'قائل کو بھی اقرار ہے، پھر انکار چہ معنی دارد۔ اب قرآن سے اس کی شہادت سنو، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنْ اَوْلِیَاۤءُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (انفال ۸/۳۴) اسس کے اولیاء تو پرہیزگار ہی ہیں (کنزالایمان)

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَاۤءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ہ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ہ (یونس ۱۰/۶۲) سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم، وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

مذکورہ دونوں آیات میں اولیاء کی شان تقویٰ بیان کی گئی ہے، بلکہ آیت اولیٰ میں تو حصر ہے کہ اس کے اولیاء نہیں مگر متقی، تو جو عالم اور متقی ہوگا وہ یقیناً اللہ کا ولی ہوگا۔ پھر انکار کا کیا معنیٰ؟ لہٰذا حافظ ملت کی ولایت میں کسی کو شبہہ نہیں ہونا چاہئے، اور جب ولایت ثابت تو ان سے بدظنی خود خدا سے لڑائی مول لینا ہے، جیسا کہ حدیث قدسی ہے۔

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ (بخاری) جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔

بدگوئی اور غیبت تو عام مسلمانوں کی منع ہے، اور مرنے کے بعد تو اور بڑا گناہ، اب کسی ولی کی بدگوئی اور غیبت یا اس کے مقام و مرتبے کی مخالفت اور وہ بھی بعد وصال

کس قدر غضب الٰہی کا سبب ہے، اہل علم پر مخفی نہیں۔

حضور حافظ ملت، استاذ العلماء، عارف باللہ، علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کیا تھے اور کیا نہ تھے، یہ جاننے کے لئے زیر نظر کتاب "معارف حافظ ملت" بہت کچھ مفید ثابت ہوگی۔

میں دوسرے ان حضرات سے جو حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے زیادہ قریب رہے ہیں گذارش کرتا ہوں کہ حضرت کے ارشادات و ملفوظات اور علمی نکات جس قدر یاد ہوں پوری صحت کے ساتھ قلم بند کر کے ہمیں ارسال کریں تاکہ ان کو کسی مناسب جگہ شائع کیا جا سکے۔

(مولانا) عبد المبین نعمانی
دار العلوم قادریہ چریاکوٹ ضلع مئو، یوپی۔
۲۰ ربیع الآخر ۱۴۱۷ھ

حافظِ ملّت کا اجمالی تعارفُ

:۔ علیہ الرحمۃ والرضوان :۔

نام ونسب ——— عبدالعزیز ابن حافظ غلام نور ابن ملا عبدالرحیم علیہم الرحمۃ والرضوان

لقب ——— استاذ العلماء، جلالت العلم، حافظ ملّت

ولادت ——— دوشنبہ مبارکہ سنہ ۱۳۱۴ھ

وطن ——— قصبہ بھوجپور ضلع مراد آباد یوپی

بچپن ——— جد امجد ملا عبدالرحیم کی بشارت " میرا یہ بچہ بڑا ہو کر عالم دین ہوگا، اور دوسرے بزرگوں کی دعاؤں کے سایہ میں "

اعلیٰ تعلیم ——— دارالخیر اجمیر شریف میں حضور صدرالشریعہ علامہ الشاہ امجد علی اعظمی، مصنف بہار شریعت سے حاصل کیا۔

خلافت واجازت ـ حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ الشاہ امجد علی اعظمی سے حاصل ہوئی۔

مُبارکپور تشریف آوری ـ ۲۹ شوال ۱۳۵۲ھ ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۳۴ء

سفرحج ——— سنہ ۱۹۶۸ء

آخری درس ——— یوم دوشنبہ مبارکہ بعد نماز ظہر بخاری شریف کے کتاب الجنائز کا درس دیا۔

وصال ——— یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ، ۳۱ مئی ۱۹۷۶ء

مزار مبارک ——— الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، اعظم گڈھ یوپی کے صحن میں زیارت گاہ خواص وعوام ہے۔

نتیجۂ فکر سیٹھ عبدالعلی عزیزی فیضی

ماہنامہ اشرفیہ مئی ۲۸ دسمبر ۱۹۹۳ء

سلام

خدمتِ دین میں جس نے کی ہو گذر عاشقِ مصطفےٰ عالمِ حق نگر
ذکرِ حق مشغلہ جس کا شام و سحر باغِ فردوس میں اب ہوا جلوہ گر
جس نے پیدا کئے کتنے لعل و گہر
حافظِ دین و ملّت پہ لاکھوں سلام

بن گئی زندگی جس پہ ڈالی نظر کر دیا جس نے ذرّوں کو شمس و قمر
لوحِ محفوظ پہ جس کی پہنچی نظر چشمِ پُرنم سے گرتے ہیں لعل و گہر
جس کی تکریم کرتے ہیں جن و بشر
حافظِ دین و ملت پہ لاکھوں سلام

اشرفی پیرہن قادری رنگ و بو علم و عرفان نے جس سے پائی نمو
دل میں عشقِ نبی لب پہ اللہ ھو سادگی بندگی جس کی ہے عین خو
جس کے فیضان کی مشعلیں چار سو
حافظِ دین و ملّت پہ لاکھوں سلام

مسلکِ اعلیٰحضرت کا اِک گلستاں علم صدرالشریعہ کا بحرِ رواں
علم سے جس کے سیراب سارا جہاں لہلہانے لگا دین کا بوستاں
جس طرف دیکھئے اس قدم کے نشاں
حافظِ دین و ملّت پہ لاکھوں سلام

جس نے بھی اُن کو دیکھا کہا محترم مل گئی زندگی چومتے ہی قدم
اور ہوں کیا بیاں اُنکے لطف و کرم ایسا گلشن بسایا خدا کی قسم
رکھ لیا جس نے ہم سینوں کا بھرم
حافظ دین و ملت پہ لاکھوں سلام

حافظِ دین و ملت کے دل کی لگن　　مفتیٔ اعظمِ ہند کا یہ چمن
اِک مجاہد کے ارمان جس کی پھبن　　جس کو سیّد نے اپنا دیا ہو دَہن
طالبانِ علومِ نبی کا وطن
جامعہ تیری شوکت پہ لاکھوں سلام

راہِ حبِ علی میں یہ عزت ملی　　رشک جس پہ کرے شاہ کی سروری
ضابطوں کی نظر دیکھتی رہ گئی　　محوِ حیرت زمانے کی چارہ گری
جب مدینے سے ان کی پکار آگئی
حافظِ دین و ملت پہ لاکھوں سلام

نائبِ شاہِ دیں زورِ باطل شکن　　فیض احمد رضا سے ہیں قطبِ زمن
جن کی تاریک راتیں بھی ہیں ضو فگن　　جن کی ہر اِک ادا شانِ اہلِ سنن
جس نے مہکا دیا سنیت کا چمن
حافظِ دین و ملت پہ لاکھوں سلام

قوم کے رہنما ہیں یہ ہر دلعزیز　　جان الجامعہ عکسِ عبد العزیز
دین کے پاسباں سنیت کے عزیز　　ہیں بہارِ گلستانِ عبد العزیز
سیدی مرشدی ابن عبد العزیز
میرے پیرِ طریقت پہ لاکھوں سلام

عاشقِ حافظ دین کاظم ملی　　جن کو میراث میں ہے نسبت ملی
کیوں نہ قربان جاؤں ترے مرشدی　　رشک کرتے ہیں قسمت پہ میری سبھی
فیض بوالفیض سے ہوں میں عبد العلی
میرے آقا کی تربت پہ لاکھوں سلام

دور تجھ سے ہوئے جو بھی جلتے رہے　　پاس تیرے رہے خوب پھلتے رہے
کتنے گمنام ہیں جو اکڑتے رہے　　ہیں وہ مخدوم خادم جو تیرے رہے

جس کے در پہ فقیروں کے ڈیرے رہے

حافظِ دین و ملت پہ لاکھوں سلام

جب نکیرین پوچھیں گے فیضی بتا　　کون ہے تیرا رب دین ہے تیرا کیا

جلوہ افروز ہوں گے مرے مصطفیٰ　　بندہ اللہ کا اُمتی آپ کا

بعدہٗ لب پہ آئے گا پھر برملا

حافظِ دین و ملت پہ لاکھوں سلام

باسمہ تعالیٰ

حامداً و مصلیاً و مسلماً

علم در سینہ

حضور حافظ ملت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ و رضاہ عنا جس طرح اپنے تمام اوصاف میں بلکمال تھے، اور ایسے باکمال کہ حضرت کے کمال کا ادنیٰ حصہ بھی کسی کو مل گیا تو صاحب کمال ہو گیا۔

علم کے باب میں میرا یقین بولتا ہے کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان "علم در سینہ" کے مظہر کامل تھے، اس وصف کا جلوہ حافظ ملت کے تدریس، تقریر، تحریر اور مناظرہ کے میدانوں میں نمایاں طور پر دیکھنے میں آتا ہے۔

"علم در سینہ" کی وضاحت کرتے ہوئے حضور حافظ ملت نے فرمایا، ایک دور وہ تھا جب علم سینوں میں ہوتا رہا، پھر دوسرا دور "علم در سفینہ" کا آیا۔ سینے علم سے خالی۔ مگر اتنی صلاحیت ہوتی رہی کہ کتابوں سے علم نکال لیا جاتا رہا۔ اور اب "علم نہ در سینہ نہ در سفینہ" کا دور ہے۔

اشرفیہ کی چوالیس سالہ زندگی کے شب و روز مشکل ترین کتابوں کے پڑھانے میں گذرا جبکہ ہر دور میں انتہائی اہم مصروفیات سے سابقہ رہا۔ مبارکپور کے ابتدائی دور میں وہابیوں سے مناظرہ چھڑ گیا اور جوابی تقریروں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جوابی تقریروں کے لئے نہ کچھ دیکھنے کا موقع ملتا اور نہ سوچنے کا۔ مگر جواب اور مواخذہ ایسا ہوتا کہ مقابل نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن کا مصداق ہو کر حیران و ششدر رہ جاتا۔

جلسوں میں بالعموم تقریر کا عنوان وہی ہوتا جس پر سابقہ مقررین گھنٹہ دو گھنٹہ طبع آزمائی کر چکے ہوتے۔ مگر ان تقریروں پر تبصرہ ایسا فرماتے کہ مقررین کی کتنی تقریریں تیار ہو جائیں۔

ان تمام مصروفیات کے باوجود مختصر ایام میں العذاب الشدید کی تصنیف جس کے جواب کی ہمت آج تک کسی کو نہ ہو سکی۔

معارف الحدیث کے متعلق ایک عرض کے جواب میں ارشاد فرمایا " نہ اس کا مسودہ ہوتا اور نہ نظر ثانی کا موقع ملتا۔ علامہ نظامی صاحب کا خط درسگاہ میں ملتا کہ ماہنامہ پریس جا چکا ہے۔ چھٹی کے بعد قیام گاہ جاتا اور مضمون لکھ کر دو بجے مدرسہ لے کر آتا اور ڈاک کے حوالے کرا دیتا۔

دو ڈھائی گھنٹے کے وقت میں کھانا، قیلولہ۔ نماز اور معارف الحدیث جیسے معیاری مضمون کی برجستہ تحریر۔ اس کے لئے نہ کوئی تیاری ہوئی اور نہ شروح و حواشی کا مطالعہ۔

کہنہ مشق مدرسین اچھی طرح جانتے ہیں کہ ابتدائی دَور میں اہم کتابیں تو اہم کتابیں ہیں، درس نظامیہ کی ابتدائی کتابیں کا پڑھانا بھی نو آموز مدرسین کے لئے بڑا ہی مشقت آزما اور زہرہ گداز ہوتا ہے، ہر کتاب کا مطالعہ کرنا، پھر مطالعہ کئے ہوئے مضامین کو مستحضر رکھنے کی کوشش کرنا اس کے بعد درسگاہ میں ان مضامین کو بیان کر کے طلبہ کو مطمئن کرنا یہ وہ امور ہیں جن سے بآسانی گذر جانا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ___ اس خصوص میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کو دیکھا جائے خود ارشاد فرماتے ہیں، ابتدائی دَور میں بارہ کتابیں زیر درس تھیں جن میں سب سے چھوٹی کتاب شرح جامی تھی۔

للہ در حافظ الملت حضرت حافظ ملت کے تدریس کا ابتدائی دَور وہ ہے جب نہ اُردو شروح دستیاب تھیں اور نہ عربی و فارسی شروح کی فراوانی تھی اور ہوئیں بھی تو کیا اثر کہ مصروفیات کثیرہ کے ہجوم میں بالاستیعاب مطالعہ کہاں، بس ایک سرسری مطالعہ سے درس نظامیہ کی اہم کتابوں کا پڑھانا حضور حافظ ملت کا علم در سینہ تھا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ استاذ الاساتذ علامہ الشاہ امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہما وارضاھما

عنا سے جو کچھ حاصل کیا اسے سینہ میں محفوظ فرمالیا۔

حافظ ملت اور امور عامہ

فن منطق کی انتہائی اہم اور مشکل ترین کتاب امور عامہ کے امتحان کا واقعہ حضرت حافظ ملت سے سنے ہوئے الفاظ میں ہدیہ ناظرین کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

امور عامہ کا امتحان حضرت علامہ فضل حق صاحب رامپوری کے یہاں پڑا جو امور عامہ کے محشی بھی ہیں۔ امور عامہ کی بحثیں لفظ مَرصد سے شروع ہوتی ہیں مجھے "المرصد الاول" کے پڑھنے کا حکم دیا۔ عبارت پڑھا ترجمہ کیا اس کے بعد مَرصد اول سے متعلق مالہ وماعلیہ (اعتراض وجواب) کو بھی بیان کر دیا تو ممتحن کو شبہہ گذرا کہ امتحان دینے کے لئے مَرصد اول کو یاد کر لیا ہے۔ اب آزمائش کے لئے مَرصد ثانی پڑھنے کا حکم دیا۔ مَرصد ثانی کی عبارت پڑھا، ترجمہ کیا اور مالہ وماعلیہ جو مَرصد ثانی کی عبارت سے متعلق تھے سب کو بیان کر دیا۔ اب کتاب بند کر کے مَرصد ثالث اور مَرصد رابع سے متعلق سوالات کئے تو انھیں بھی مالہ وماعلیہ کے ساتھ بیان کیا۔

امتحان گاہ میں دوسرے مؤقر علماء کرام بھی تھے حضرت مولانا نعیم الدین صاحب قبلہ مرادآبادی نے انگلی دانت میں دبالیا اور فرمایا" میں ان کو ایک صوفی اور بہترین حافظ قرآن سمجھتا تھا" اس کے بعد حضرت مولانا نعیم الدین صاحب قبلہ نے خطیر مشاہرہ پر کار افتاء کی پیش کش فرمائی۔ مگر میں نے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ میں ملازمت نہیں کروں گا۔

مسلم الثبوت اور حافظ ملت

خوش قسمتی سے ابتدائی درجوں میں حضرت مولانا مبین الہدیٰ صاحب گیاوی علیہ الرحمہ جمشید پور بہار۔ اور انتہائی درجوں میں حضرت مولانا نصیر الدین صاحب پلاموی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ کا ہم درس ہونے کی بنا پر بعض دوسرے تلامذہ حافظ ملت کی طرح راقم کو بھی از میزان تا بخاری شریف ہر سال دو ایک کتاب حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے یہاں پڑھنے کا شرف حاصل رہا۔

مسلم الثبوت حضرت حافظ ملت نے پڑھایا، ساتھیوں میں حضرت مولانا نصیر الدین صاحب پلاموی، حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب پورنیاوی، حضرت مولانا عبد الستار صاحب پورلیاوی تھے۔

امتحان سالانہ کے لئے غالباً پہلی بار حضرت علامہ غلام جیلانی صاحب میرٹھی علیہ الرحمۃ والرضوان تشریف لائے تھے۔ کتاب مذکور کا امتحان حضرت موصوف کے یہاں شروع ہوا۔ صبح سے گیارہ بجے کے بعد تک صرف لفظ "اما بعد فھذا" پر امتحان چلتا رہا۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان قیام گاہ جاتے وقت امتحان گاہ میں تشریف لائے۔ جلیل القدر عالم اور مہمان کی تعظیم میں درسگاہ کے باہر طلبہ کے بیٹھنے کی جگہ تشریف فرما ہو کر فرمایا۔ حضرت اب پڑھنے والے طلبہ نہیں رہ گئے، یہ سن کر میرٹھی صاحب نے کہا، آج پچیس سال کے بعد یہ کتاب سامنے آئی ہے امتحان لیتے ہوئے بڑی مسرت محسوس ہو رہی ہے کہ آپ کے بچوں نے کتاب سمجھا ہے امتحان دینے والی ایسی جماعت عمر میں پہلی بار ملی ہے۔ حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا، حضور پچیس ہی سال کے بعد اس کتاب کو پڑھایا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ لائق شاگرد حضرت علامہ عبد الرؤف صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان نائب شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ نے مسند تدریس سنبھالنے کے بعد یہ عزم کر لیا تھا کہ آہستہ آہستہ

حضرت سے اہم کتابوں کا بار اٹھا لینا ہے، تاہم حضرت حافظ ملت بعض جماعتوں کی اہم کتابیں اپنے یہاں کر لیا کرتے تھے۔

اعتراض کا ازالہ ایک جملہ سے

استاذی الکریم حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان "ملقب بہ حافظ جی" مرجع علماء و مدرسین اور حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے شاگرد خاص تھے۔

ایک بار عرس امجدی کے موقع پر قادری منزل گھوسی میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے ارد گرد بہت سے مفتیان کرام اور اساتذہ حاضر تھے۔ کسی مسئلہ پر گفتگو ہو رہی تھی، حضرت حافظ جی قبلہ خاموشی کے ساتھ سب کی باتیں سن رہے تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند نے سب کی باتیں سننے کے بعد فرمایا۔ "حافظ جی اس مسئلہ میں آپ کی کیا رائے ہے"۔

سرکار مفتی اعظم ہند کے اس فرمان سے حضرت حافظ جی قبلہ کا علمی مقام سمجھ میں آتا ہے۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت حافظ جی قبلہ چھٹی کے وقت کوئی اہم کتاب دیکھ رہے تھے چھٹی کے بعد حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی درسگاہ سے نکل کر تشریف لے جا رہے تھے اتنے میں حافظ جی قبلہ کی نگاہ حضور حافظ ملت پر پڑی کتاب ہاتھ میں لئے ہوئے حضرت کے پاس حاضر ہو گئے۔ حضرت حافظ ملت بھی نگاہیں نیچی کئے ہوئے ٹھہر گئے۔ حضرت حافظ جی قبلہ نے کسی عبارت پر اپنا کچھ اشکال عرض کیا۔ حضرت حافظ ملت نے جواب دینا شروع فرمایا، چند لفظوں کے بعد حضرت حافظ جی قبلہ نے عرض کیا حضور بس سمجھ میں آگیا۔ اب دونوں حضرات اپنی اپنی منزل کی طرف چل پڑے۔

راقم کچھ دور کھڑا تھا حضرت حافظ جی قبلہ اشارہ کرتے ہوئے کمرہ میں داخل ہو گئے، حاضر ہوا تو فرمایا دیکھو یہ ہے استاذ کا مقام۔ ایک عبارت کے سلسلہ میں الجھا ہوا تھا، ذہن میں اعتراض و جواب کی گردش چل رہی تھی، حضرت نے ایک جملہ ارشاد فرمایا جس سے تمام شکوک زائل ہو گئے۔

اس کے بعد چائے یا پانی لانے کا حکم فرمایا۔

ایک بار حضرت حافظ جی قبلہ نے تصریح کے درس کے درمیان فرمایا "اس کتاب میں چند مقامات پر کچھ اشکال ہیں" راقم نے عرض کیا حضور، حضرت حافظ ملت تو ہیں ہی۔ فرمایا یہ صحیح ہے۔ مگر حضرت کی مصروفیات کو دیکھ کر کسی مسئلہ کو پیش کرنے کی ہمت نہیں ہوتی ہے۔ میرا ارادہ تو حضرت سے آہستہ آہستہ اہم کتابوں کا بار اٹھا لینے کا ہے۔ پھر اس طرح کا بار ڈالنا کیسے میں پسند کروں گا، البتہ مناسب مواقع جب مل جاتے ہیں تو عرض کر کے اشکال دور کر لیتا ہوں۔

فقہی استحضار

مبارک پور کے ابتدائی دور ہی میں قرب وجوار اور دور دراز علاقوں کے لوگوں کے لئے دارالعلوم اشرفیہ دینی مسائل کے حل کا معتبر ذریعہ ثابت ہو چکا تھا، اس لئے فقہی سوالات کی کثرت بھی ہو گئی تھی۔ محب محترم مولانا بدر عالم صاحب بدر القادری سابق ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ نے راقم کے پاس فتاویٰ عزیزیہ کی پہلی جلد ترتیب وتبویب کے لئے جمشید پور بھیجا، جسکی ضخامت رجسٹر سائز فل اسکیپ کاغذ پر پانچ سو صفحات سے کم نہیں تھی۔ مطالعہ کے درمیان جوابات میں برجستگی کا پتہ چلتا، کچھ مقامات پر مصروفیات کثیرہ کے ہجوم میں جوابات قلم بند کرنے کی طرف عبارتیں مشعر ہوتیں۔ ان سب کے باوجود جواب ایسا کہ تحقیق کے بعد بھی ما وشما ان جوابات کی گرد راہ کو بھی نہ پا سکیں۔ درسگاہی اوقات کے وقتوں میں فتاویٰ عزیزیہ کا چوتھائی حصہ جسے کم دیکھ سکا تھا کہ حافظ ملت نمبر کی ترتیب کے وقت فتاویٰ عزیزیہ کی ضرورت محسوس ہوئی تو مولانا بدر عالم صاحب کی طلب پر مبارکپور بھیج دیا۔ مگر افسوس کہ فتاویٰ عزیزیہ پر آج تک کوئی کام نہ ہو سکا اور راقم کو بھی سراغ نہیں لگ سکا کہ مجموعہ فتاویٰ عزیزیہ کہاں ہے۔

حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کے بعد حضرت حافظ ملت کی بارگاہ میں کسی ضرورت سے یا ہم درس ساتھیوں کے ساتھ سبق

پڑھنے کے لیے راقم حاضر تھا، اسی وقت بحرالعلوم حضرت مفتی عبدالمنان صاحب قبلہ چند سوالوں کے جوابات لکھ کر جوابات کی توثیق کے لیے حضور حافظ ملت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، تو ارشاد فرمایا پڑھ کر سنائیے، سوال و جواب سننے کے وقت حضرت نے کہیں کہیں رہنمائی بھی فرمائی ایک جگہ ارشاد فرمایا اس میں " إِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ عِنْدَهُ " کی شرط بھی ہے۔ اور چند کتابوں کے حوالے بھی بیان فرمایا۔

معقولات اور حافظ ملت

حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان منقولات پر مہارت تامہ کے ساتھ معقولات میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ امور عامہ کے امتحان اور قاضی وغیرہ کے درسگاہی حافظ ملت نمبر میں شائع شدہ واقعات سے روز روشن کی طرح معقولاتی مہارت و استحضار سامنے آجاتا ہے۔

علم الافلاک کی معرکۃ الآرا کتاب " تصریح " کا درس حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے یہاں ہو رہا تھا ششماہی امتحان کے موقع پر خیال گذرا کہ "تصریح" کا امتحان تو حضرت حافظ ملت ہی کے یہاں جائے گا۔ حضرت کوئی اہم بات نہیں پوچھیں گے۔ مگر جب تصریح کے امتحان کی باری آئی، دائرہ نصف النہار پڑھا گیا۔ عبارت ترجمہ اور بیان مطلب جب ہو گیا تو ایسا اعتراض پیش فرمایا کہ ہوش اڑ گئے جبکہ یہ کتاب ایک زمانہ سے حضرت حافظ جی قبلہ ہی کے یہاں ہوتی رہی۔

مبارکپور کے ابتدائی دور میں ایسے طلبہ بھی حضور حافظ ملت کی درسگاہ میں برابر شریک درس ہوتے رہے جو عصری چشمک رکھنے والی شخصیت سے قریب تر تھے۔ راقم کے سماع میں اور مسموعات کے ساتھ یہ بھی ہے کہ ایک روز قاضی کا سبق پڑھا کر کتاب بند فرما دیا تو ایک طالب علم نے ایک دوسرے طالب علم سے سرگوشی کے انداز میں کہا حافظ صاحب کا مطالعہ ختم ہو گیا، یہ آواز حضور حافظ ملت نے سن لیا اور کتاب کھول کر فرمایا عبارت آگے پڑھو عبارت پڑھی گئی اپنے مخصوص انداز میں پڑھانے کے بعد فرمایا اور آگے عبارت پڑھو پھر عبارت پڑھی گئی اسے بھی اپنے

مخصوص انداز میں پڑھا کر فرمایا اور آگے پڑھو۔ مگر اب اس طالب علم کا مطالعہ ختم ہو چکا تھا، خاموشی دیکھ کر فرمایا صدر الشریعہ نے پڑھایا ہے پوری قاضی مبارک اور المولیٰ ایک نشست میں پڑھاؤں گا۔

استاذ کی تعلیم کا ادب

ذیل کا واقعہ راقم کے حافظہ میں محفوظ ہے۔ مگر راوی کا نام یاد نہیں۔

مبارکپور تشریف لانے کے بعد حضرت حافظ ملت کو جب بھی یہ خبر ملتی کہ حضور صدر الشریعہ رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا سٹھیاؤں اسٹیشن سے فلاں دن فلاں ٹرین سے گذرنے والے ہیں تو کھانا لے کر اسٹیشن ضرور جاتے۔ مبارکپور میں مناظرہ کے درمیان یہ خبر ملی کہ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان فلاں دن سٹھیاؤں اسٹیشن سے گذرنے والے ہیں۔ مگر حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان اس دن اسٹیشن نہیں گئے، عادت کے مطابق حضرت حافظ ملت کا اسٹیشن نہ پہونچنا تشویش کا سبب بن گیا، منزل پر پہنچنے کے بعد حضرت صدر الشریعہ نے حضرت حافظ ملت کو طلب خیریت کے لئے خط لکھا۔ اس خط کے جواب میں حضور حافظ ملت نے نہ پہنچنے کا عذر تحریر کرتے ہوئے عرض کیا۔ حضور اس وقت وہابیوں سے مناظرانہ تقریریں چل رہی ہیں اگر میں خدمت میں حاضر ہوا ہوتا تو وہابی یہ افواہ پھیلا سکتے رہے کہ اپنے استاذ سے کچھ پوچھنے گئے تھے۔

انسان اپنے استاد کا ہمیشہ محتاج ہے۔ مگر غیروں کے مقابل میں عدم احتیاج کو ثابت کرنا استاد کی تعلیم و تربیت کے احترام کے ساتھ استحضار علم کا واضح ثبوت ہے کہ استاد نے جو کچھ عطا فرمایا اسے سینے میں محفوظ کرلیا۔

قوت استدلال

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کسی بھی پیش آمدہ مسئلہ پر مخاطب اور سامع کے اعتبار سے اس قدر جامع اور اطمینان بخش استدلال فرماتے کہ ہر ایک مطمئن ہو جاتا۔ مخاطب عالم ہوتا تو علمی استدلال اور اگر مخاطب غیر عالم ہوتا تو اسی کے معیار کا استدلال فرماتے۔

رزق کا مفہوم

ایک بار درسگاہ میں سبق پورا ہونے کے بعد مولانا فضل حق صاحب غازی پوری نے عرض کیا۔ حضور! انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور انھیں رزق دیا جاتا ہے تو کیا ازواج مطہرات بھی قبر انور میں پیش کی جاتی ہیں اور اس مسئلہ کی دلیل کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا رزق کے مفہوم میں ازواج مطہرات کا قبر انور میں پیش ہونا بھی داخل ہے۔

وَرَفَعْنَا جمع کیوں

علماء اہلسنت کسی آیت کے مفہوم کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے بیان کرتے وقت "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" کہتے ہیں۔ مگر علماء دیوبند اسطرح کے موقعوں پر "اللہ تعالیٰ کہتے ہیں" بولتے ہیں۔

اہلسنت اپنے استعمال "فرماتا ہے" کو عظمت وحدت و یکتائی کے مناسب کہتے ہیں۔ اور علماء دیوبند اپنے استعمال "کہتے ہیں" کو تعظیم الٰہی کا نام دیتے ہیں۔

کسی انسان کا ایسا وصف جس میں وہ کمال رکھتا ہو اس کی انفرادی حیثیت کو بیان کرنے کیلئے اگر یوں کہا جائے "یہ بہادر ہیں" تو بہادری کی انفرادیت کا بیان اس طرح نہ ہو سکا کہ غیر کی شرکت کا احتمال ختم ہو جائے بلکہ اس وصف میں کسی غیر کے شریک ہونے کا احتمال باقی رہ جاتا ہے۔

اور جب یوں کہا جائے کہ "یہ بہادر ہے" تو اس کے بہادری کی انفرادی حیثیت

کا بیان درجہ کمال تک پہونچ گیا۔ اور اس کے بہادری کی تعظیم اسی میں ہے کہ اسکی بہادری درجہ کمال کے ساتھ بیان ہو جائے۔

وحدہٗ لاشریک کی یکتائی اور وحدت کا بیان "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" میں ہے۔ اور "اللہ تعالیٰ کہتے ہیں" سے وحدہ لاشریک کی نہ وحدت ویکتائی کا بیان ہوا اور نہ وحدت کی تعظیم ہو سکی۔ لہذا "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" وحدہ لاشریک کی شان یکتائی و وحدت کے مناسب ہے۔

اگرچہ یہ اختلاف کچھ ایسا نہیں ہے کہ اس پر اسلام و کفر کے حکم فقہی کا نفاذ ہو سکے اس کے باوجود علماء دیوبند اپنے عوام کو "اللہ صاحب فرماتے ہیں" کا ذہن دینے کے لئے اہلسنت پر معترض ہوتے ہیں۔

ایک بار مبارکپور میں اپنے استعمال "فرماتے ہیں" کی تائید میں کسی دیوبندی عالم نے ایک جلسہ میں کہا تھا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کیلئے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ[1] فرمایا ہے اس سے ثابت ہوا کہ اللہ کیلئے "ہیں" کا لفظ بولنا قرآن کے مطابق ہے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی خدمت میں اس تقریر کا یہ اقتباس اس وقت عرض کیا گیا جب تقریر کرنے کے لئے کرسی پر بیٹھنے والے تھے خطبہ مسنونہ کے بعد وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تلاوت فرما کر درمیان تقریر ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کی صفت قہار بھی ہے اور جبار بھی، رحمٰن و رحیم بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور ستار وغفار بھی۔ آیات قہر میں صفت قہر کا ظہور ہے اور آیات رحمت میں صفت رحمت کی جلوہ فرمائی، اور آیات مغفرت میں صفت غفاریت کی جلوہ سامانی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رفعت کو بیان فرمایا تو صرف صفت وحدت ویکتائی سے نہیں بلکہ اپنے تمام صفات کمالیہ کے ساتھ صیغہ جمع سے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ فرمایا کہ شان حبیب میں گستاخی کرنے والے

---

[1] ترجمہ اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (کنز الایمان)

صفت قہر کے سزاوار ہوں گے۔ اور شان حبیب کا احترام کرنے والے صفت رحمت و غفران کے حقدار ہوں گے۔

زمانہ طالب علمی میں ایک پر لطف استدلال

حضور حافظ ملت رضی المولی تعالی عنہ وارضاہ عنا نے اپنے دور طالب علمی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ایک بار فرمایا، گرمی کے موسم میں ننھیال گیا ہوا تھا ایک دن دوپہر کے وقت باغیچہ میں ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا تھا، گاؤں کے کچھ لوگ ایک مولوی صفت انسان کے ساتھ میرے پاس آئے اور کہا یہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ نماز میں امام کے پیچھے مقتدی کیلئے بھی سورۂ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ حضرت حافظ ملت نے ان سے پوچھا یہ مسئلہ کس کتاب میں لکھا ہوا ہے انہوں نے جواب دیا اثم ماجہ میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے، پھر حضرت نے پوچھا اثم ماجہ "سین" سے ہے یا "ث" تو جواب دیا "ث" سے اثم ماجہ ہے۔ پھر حضرت حافظ ملت نے پوچھا "ث" سے اثم کے معنی کیا ہیں تو مولوی صاحب نے جواب دیا "اثم" کے معنی گناہ ہیں۔ اب حضرت حافظ ملت نے لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا، مولوی صاحب بتا رہے ہیں "اثم" کے معنی گناہ ہیں تو سورۂ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کا حکم گناہ کی کتاب میں ہے اور جو حکم گناہ کی کتاب میں ہو وہ ماننے کے لائق ہرگز نہیں ہو سکتا۔ مولوی صاحب تو مبہوت ہوگئے اور سب لوگ مطمئن ہو کر چلے گئے۔

حضور حافظ ملت نے اگر اس مسئلہ پر فقہی اور اصولی استدلال فرمایا ہوتا تو مولوی صاحب کو مبہوت ہونا ہی پڑتا اور وہ علمی استدلال کے اہل تو تھے نہیں جیسا کہ ان کے لفظ اثم ماجہ سے واضح ہے۔ مگر ساتھ میں آنے والے لوگوں کی سمجھ میں شاید پوری بات نہ آتی۔

(بتوثیق قاری عبدالحکیم صاحب قبلہ گونڈوی)

علم غیب پر انوکھا استدلال

اجمیر مقدس میں دوران تعلیم حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان شاہجہانی مسجد کے امام بھی تھے ایک مرتبہ اسی محلہ کے رہنے والے ایک دیوان صاحب

نے حضرت حافظ ملت سے عرض کیا ایک مولوی صاحب آئے ہوئے ہیں اور علم غیب کے بارے میں بہت کچھ کہہ رہے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ حضور حافظ ملت نے فرمایا ان کو بلوایئے، دیوان صاحب نے ان کو بلوایا اور بہت سے لوگ جمع ہوگئے مولوی صاحب آئے اور علم غیب سے متعلق حفظ الایمان کی مشہور زمانہ عبارت "آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے، یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اسمیں حضور کی ہی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے" زیر بحث آگئی کہ اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ مگر اس مولوی نے کہا اس عبارت میں توہین نہیں ہے۔ حضور حافظ ملت نے فرمایا اگر اس میں توہین نہیں ہے تو بعینہ یہی عبارت جج کے نام اس طرح لکھ کر دیدو، جج صاحب آپ کے علم سے مراد کل علم ہے یا بعض، اگر بعض علم مراد ہے تو اس میں آپ کی کیا تخصیص ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ مگر مولوی صاحب جج کو یہ عبارت لکھ کر دینے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ تو حضرت حافظ ملت نے فرمایا اچھا اگر جج صاحب کو لکھ کر نہیں دے سکتے ہیں تو یہی عبارت ایس پی کے نام لکھ کر دیدو۔ مگر اس پر بھی تیار نہیں ہوئے، پھر حضرت نے فرمایا اگر ایس پی کو بھی لکھ کر نہیں دے سکتے ہیں تو کوتوال کے نام ہی لکھ کر دیدو اس پر بھی تیار نہیں ہوئے۔ پھر حضرت نے فرمایا اچھا یہی عبارت بعینہ داروغہ کے نام لکھ کر دیدو اس پر بھی مولوی صاحب تیار نہیں ہوئے۔ اب دیوان صاحب بول پڑے مولوی صاحب جب اس عبارت میں توہین نہیں ہے تو ان افسروں کے نام لکھ کر دینے میں کیا حرج ہے؟ بار بار کے اصرار پر دبے لفظوں میں مولوی صاحب بولے اسمیں ان افسروں کی توہین ہے۔ اب حاضرین کا رخ بدل گیا۔ حضرت حافظ ملت نے فرمایا تم کو اس عبارت میں ان افسروں کی توہین تو نظر آرہی ہے مگر یہی عبارت آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق لکھی گئی۔

تو تم لوگوں کو اس میں توہین نظر نہیں آتی ہے۔ (بتوثیق قاری عبد الحکیم صاحب بلیا)

اس طرز استدلال سے وہابیہ کے توہین رسول کا مذہب اتنا واضح ہو کر لوگوں کے سامنے آگیا کہ علمی استدلال میں اتنی وضاحت عوام کیلئے نہیں ہوتی۔

علم غیب پر مناسب حال استدلال

حضرت حافظ ملت نے بیان فرمایا کہ اجمیر مقدس میں قیام کے درمیان ایک رئیس صاحب (حضرت نے نام بیان فرمایا تھا مگر بھول گیا) کے یہاں ایک مولوی صاحب پہونچے اور درمیان گفتگو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے بارے میں بتا رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا۔ رئیس صاحب مجھے جانتے رہے پیغام بھیج کر مجھے بلوایا تاکہ علم غیب رسول سے متعلق صحیح مسئلہ معلوم ہو جائے۔ گفتگو شروع ہوئی میں نے علم غیب کے ثبوت میں چوتھے پارہ کی آیت کریمہ پیش کی:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ [1]

(پ۴ آل عمران)

اس پر اس مولوی نے نویں پارہ کی آیت وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ [2] (پ۹ اعراف) پیش کر کے کہا چوتھے پارہ میں اگر علم غیب کا ثبوت ہے تو نویں پارہ میں علم غیب کی نفی ہے۔ نویں پارہ کی آیت سے چوتھے پارہ کی آیت منسوخ ہو جائے گی۔

حضور حافظ ملت نے فرمایا اس جواب کے بعد اس کی غباوت ظاہر ہو گئی اب اس سے یہ پوچھنا بے سود تھا کہ نسخ اخبار کا ہوتا ہے یا احکام کا۔ اس لئے اسی کے انداز میں کہا۔ اگر یہی بات ہے کہ نویں پارہ کی آیت سے چوتھے پارہ کی آیت منسوخ ہو جائے گی تو سنو۔ قرآن کریم کا تیسواں پارہ جو نویں پارہ کے بہت بعد ہے اس کے بعد کوئی پارہ نہیں ہے اس تیسویں پارہ کی آیت سنو خدائے ذوالجلال کا ارشاد ہے۔

[1] ترجمہ:- اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دیدے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔ (کنز الایمان) [2] ترجمہ:- اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کر لی۔ (کنز الایمان)

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ (پ تکویر)[1]
اس جواب کے بعد وہ خاموش ہو گیا، اور تمام حاضرین مطمئن ہو گئے۔
٭ توضیح ٭ قرآن کریم اور احادیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں واقعات اور اخبار بھی ہیں اور احکام بھی۔ نسخ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کوئی حکم بندوں کیلئے کسی خاص وقت تک کے لئے تھا۔ اس وقت کے پورا ہو جانے کے بعد اس حکم کو بندوں سے اٹھا لینے کا نام نسخ ہے۔ اب اس حکم کو منسوخ کہا جائے گا۔ اس پر عمل کرنا درست نہ ہوگا۔ اس منسوخ حکم کی جگہ جو حکم دیا گیا اس کو ناسخ کہا جاتا ہے۔ لہٰذا نسخ احکام کا ہوتا ہے، خبر اور واقعات کا نسخ نہیں ہوتا ہے۔ آیت کریمہ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ خبر ہے نہ کہ حکم اس لئے اس آیت کے نسخ کا قول جہالت پر مبنی تھا۔

ایک مشت داڑھی پر قرآن سے استدلال

ایک مشت داڑھی رکھنا سنت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم ہونے پر حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے دلیل پیش فرمایا، تو ایک طالب علم نے عرض کیا حضور ایک مشت داڑھی رکھنے کا ثبوت قرآن میں نہیں ہے۔ تو ارشاد فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون کی داڑھی پکڑا اس کا ثبوت قرآن مقدس کی آیت کریمہ میں موجود ہے۔ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ (پ طٰہٰ)[2] اگر حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی ایک مشت سے کم تھی تو پکڑنے میں کیسے آئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم ایک مشت داڑھی رکھتے رہے اور اس کو قرآن نے بیان فرمایا ہے۔

میلاد شریف کا ثبوت قرآن سے

مبارکپور کے ایک جلسہ میں میلاد شریف کے ثبوت میں تقریریں ہوئیں۔ حضور حافظ ملت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا نے جب تقریر شروع کی تو خطبہ مسنونہ کے بعد آیت کریمہ۔

---

[1] ترجمہ:۔ اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ (کنز الایمان)
[2] ترجمہ:۔ نہ میری داڑھی پکڑو اور نہ میرے سر کے بال۔ (کنز الایمان)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا (پ ۲۸ مجادلہ) [1] تلاوت کر کے فرمایا، محافل میلاد پاک اور دینی جلسوں کے علاوہ دنیا کی کوئی مجلس اس آیت کریمہ کا مصداق نہیں ہے جس میں یہ کہا جاتا ہو، پہلے سے جو موجود ہیں وہ آگے کھسک کر بعد میں آنے والوں کو جگہ دیں اور اس پر اللہ کا وعدہ اگر تم نے بعد میں آنے والوں کو جگہ دی تو اللہ تعالیٰ تم کو جگہ دے گا۔ اور اس کے بعد غالباً ارشاد فرمایا، اور دینی جلسوں ہی میں یہ کہا جاتا ہے کہ سلام پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

روضۂ اطہر پر حاضری اور وسیلہ پر استدلال

حج بیت اللہ شریف کے موقع پر حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی حاضری جب روضۂ اطہر پر ہوئی ہوگی اس وقت کی والہانہ کیفیتوں کو ضبط تحریر میں کون لا سکتا ہے۔ اس مبارک اور مسعود سفر سے واپسی کے بعد ایک جلسہ میں ارشاد فرمایا جب روضۂ اطہر پر حاضر ہوا تو جو کچھ اس سے پہلے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں دور سے عرض کرتا رہا اب حاضر بارگاہ اقدس ہو کر روضۂ اطہر کے جالی شریف کے قریب عرض کرنے کا موقع سرکار کے کرم سے میسر آیا تھا۔ آقا کی بارگاہ میں روضۂ اقدس کی طرف متوجہ ہو کر حاضر تھا اسی درمیان ایک پولیس والا آیا اور میرا بازو پکڑ کر خانہ کعبہ کی طرف میرا چہرہ پھیرنا چاہا اور شرک شرک کی رٹ لگانا شروع کر دیا، میں نے کہا یہ خدا کی بارگاہ میں میرے وسیلہ ہیں قرآن کا ارشاد ہے۔ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ [2] (پ ۶ مائدہ)

یہ سنکر اس نے کہا وسیلہ اعمال صالحہ نماز، روزہ وغیرہ ہیں۔ اب اس سے میں نے پوچھا اعمال صالحہ مقبول ہیں یا نہیں؟ وہ خاموش رہا۔ میں نے کہا اعمال صالحہ کی قبولیت کا یقین نہ کسی کو ہے اور نہ ہو سکتا ہے، صرف قبولیت کی امید پر بندہ اعمال صالحہ کرتا ہے۔

---

[1] ترجمہ:۔ اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دو اللہ تمہیں جگہ دے گا۔ اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو۔ (کنز الایمان) [2] ترجمہ:۔ اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈھو (کنز الایمان)

اور آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریف خدا کی بارگاہ میں مقبول ہے۔ اور وسیلہ مقبول کو بنایا جاتا ہے۔ لہذا جب اعمال صالحہ تمہارے قول کے مطابق وسیلہ ہیں تو مقبولان بارگاہ الٰہی عمدہ وسیلہ ہیں اور ایسے وسیلہ کہ جس میں قبولیت کی امید زیادہ ہو۔ اس جواب کے بعد وہ خاموش ہوکر چلا گیا اور پھر کسی حاضری میں وہ میرے پاس نہیں آیا۔

پوری دنیا سنی ہے

کسی مذہب کے حق اور صحیح ہونے کا دار و مدار قرآن و حدیث کی ان تشریحات پر کاربند ہونے میں ہے جو صحابہ کرام، تابعین عظام محدثین، سواد اعظم اور ائمہ اربعہ امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد ابن حنبل سے منقول ہیں۔ حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے روضہ اطہر کے پاس ایک بے دین کو اس طرح دعا مانگتے دیکھا کہ چہرہ خانہ کعبہ کیطرف اور پیٹھ روضہ انور کیطرف ہے تو فرمایا۔ روضہ اقدس کیطرف پیٹھ کرکے دعا مانگتا ہے۔ علاوہ محرومی کے اور کیا پائے گا۔ پھر ارشاد فرمایا۔ مسلمان دنیا میں یا حنفی ہیں یا شافعی، مالکی ہیں یا حنبلی یہی مقلدین حج کے لئے جاتے ہیں۔ روضہ اطہر کے پاس پوری دنیا سے آئے ہوئے مسلمانوں کو دیکھا سب کے سب روضہ اطہر کی جانب رخ کرکے سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے خدا کی بارگاہ میں دعا کررہے تھے اس سے معلوم ہوا کہ پوری دنیا سنی ہے۔

صرف ایک سرپھرا ملا جو آقا کی بارگاہ میں پہنچکر بھی کچھ نہ پا سکا۔

سورۂ فاتحہ اور املی کے بیج

جلسوں میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کو اس وقت تقریر کا موقع دیا جاتا رہا جب تمام مقررین کی تقریریں ہوجاتیں۔ کبھی کبھی کرسی پر تشریف فرما ہونے کے بعد فرماتے وقت بھی بوڑھا ہوگیا، سامعین بھی بوڑھے ملے، اور مقرر بھی بوڑھا۔ اس کے بعد تلاوت کردہ آیت کریمہ کی تشریح و توضیح کے ساتھ مقررین کی تقریروں پر بہت جاندار تبصرہ فرماتے، اور مزید عقلی اور نقلی دلائل کی روشنی میں مقررین کی تقریروں کو مبرہن فرماتے۔

مبارکپور کے ایک جلسہ میں (یہ تو یاد نہیں رہ گیا ہے کہ اس جلسہ میں مقررین کے

عنوانات کیا کیا تھے) حضور حافظ ملت نے اپنے وقت پر کرسی پر تشریف فرما ہو کر قرآن کریم کی فضیلت کے عنوان پر تقریر شروع فرمائی۔

نئی تہذیب اور انگریزی تعلیم کے دلدادہ پورا قرآن سورۂ فاتحہ میں اور سورۂ فاتحہ بسم اللہ کے "با" کے نقطہ میں ہے"۔ اسکو خلاف عقل سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پورا قرآن سورۂ فاتحہ میں اور سورۂ فاتحہ بسم اللہ کے "با" کے نقطہ میں کیسے سما سکتا ہے۔ پھر فرمایا اس میں کون سا استبعاد ہے، املی کا ایک بیج ہتھیلی پر رکھو اور بولو، املی کا لمبا چوڑا درخت اپنی شاخوں اور تنوں اور جڑوں اور پتوں کے ساتھ اس بیج میں موجود ہے یا نہیں؟ کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس بیج میں پورا درخت نہیں ہے۔ "ہے" اور یقینا ہے۔ تو بسم اللہ کے با کے نقطہ میں پورے قرآن کے ہونے میں کون سا استبعاد ہے۔ ہاں ہر کس و ناکس املی کے ایک چھوٹے سے بیج سے املی کا لمبا چوڑا اور تناور درخت اگا لے یہ ممکن نہیں، اس کے لئے ایسا انسان چاہیے، جو پودوں کے اگانے کا طریقہ جانتا ہو ورنہ وہ بیج سڑ سکتا ہے۔ اگنے کے بعد بھی سوکھ سکتا ہے۔ اسی طرح پورا قرآن سورۂ فاتحہ میں اور سورۂ فاتحہ بسم اللہ کے "با" کے نقطہ میں ہے مگر پورے قرآن کو سورۂ فاتحہ اور بسم اللہ کے "با" کے نقطہ سے نکالنا ہر کس و ناکس کے بس کی چیز نہیں وہی کر سکتا ہے جس کا سینہ علم نبوی کا گنجینہ ہو، صحابہ کرام کے علم کا امین ہو، وقار نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا محافظ ہو۔

سورۂ لہب اور تعریف رسول

ایک بار مبارکپور کے محلہ حیدرآباد میں دیوبندیوں کا ایک جلسہ ہوا اس میں ان کے مقرر نے سورۂ لہب کی تلاوت کر کے ایسی تقریر کی جس سے نہ صحابہ کرام کی شان محفوظ رہ سکی اور نہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام باقی رہ سکا۔ سنیوں نے اسی جگہ دوسرے دن جوابی جلسہ کا اعلان کر دیا۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھرے مجمع میں دیوبندیوں اور وہابیوں کو چیلنج کرتے ہوئے اعلان فرمایا۔

پورے مجمع سے کوئی بھی وہابی، دیوبندی کھڑا ہو کر قرآن کریم کی کسی آیت کی تلاوت کر دے جس میں اس کو میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین نظر آتی ہو۔

جب حضور پر اسی آیت کی روشنی میں دو گھنٹہ آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف بیان کریگا۔ کئی بار اعلان فرمایا مگر پورے مجمع سے کوئی کھڑا نہ ہوا۔ انتظار کے بعد جب کوئی کھڑا نہ ہوا تو خطبہ مسنونہ کے بعد سورۂ لہب کی تلاوت فرما کر (گذشتہ رات جس کی تلاوت کر کے تقریر میں کہا گیا تھا دیکھو اس پوری سورت میں رسول اللہ کا نام اور ذکر بھی نہیں ہے۔ پھر یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا کہ پورا قرآن رسول اللہ کی تعریف و توصیف میں ہے) تقریر کا آغاز اس طرح کیا۔ عرب کا طریقہ تھا کہ قوم کو جب کسی اہم بات سے آگاہ کرنا ہوتا تو کسی اونچی جگہ کھڑے ہو کر یا صباحاہ کہہ کر پکارتے آواز سنتے ہی پورے قریش کے لوگ جمع ہو جاتے۔ جب اعلان نبوت کا وقت آیا یہ بڑی اہم بات تھی۔ اس لئے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صفا کی پہاڑی پر تشریف لے گئے اور عرب والوں کے طریقہ پر یا صباحاہ کہہ کر قوم کو پکارا پوری قوم جمع ہوگئی اب ارشاد فرمایا اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک مسلح لشکر کھڑا ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم تسلیم کروگے۔ سب نے بیک زبان کہا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تم صادق ہو، امین ہو، کبھی تم کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا گیا۔ اس لئے ہم سب تمہاری باتوں پر یقین کرتے ہیں۔ اب اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تم کو ایک ایسے عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے آنیوالا ہے۔ جان لو اس عذاب سے نجات صرف ایک خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے میں ہے۔ جس نے تم کو اور ساری کائنات کو پیدا فرمایا ہے، عبادت کے لائق صرف وہی ہے۔ مخلوقات میں کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔

قریش کے سرداروں نے اپنے آبائی دین کے خلاف دلوں میں اتر کر جانیوالا یہ کلام سنا تو حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت ولادت پر نگاہ ڈالا تو بندگی کے درجہ کمال پر پایا کہ زمین پر قدم رکھتے ہی عابد و معبود کا فرق پہچان رہے ہیں، بچپن کے زمانہ پر نگاہ دوڑایا تو بچپن کے عام عادات و اطوار سے خالی پایا، سلیم الطبع پایا۔ بڑوں اور چھوٹوں کے حقوق کو پہچاننے والا پایا، عنفوان شباب پر نگاہ ڈالا تو رحم د

وجوانی کے ایام کو دیکھا تو خانہ کعبہ میں حجر اسود کے رکھنے میں ایسا ثالث پایا جس کے فیصلہ کو سرداران قریش نے بسر و چشم منظور کیا، خلاصہ یہ کہ اعلان نبوت سے پہلے کے ایک ایک لمحہ پر نگاہ دوڑایا، زندگی پاک کے کسی لمحہ میں کوئی ایسی بات نہ مل سکی جس کو عیب کے طور پر پیش کر کے قوم کو آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلان حق سے منحرف کر سکیں۔ اب کوئی صورت سمجھ میں نہیں آرہی تھی تو ابولہب جہالت پر اتر گیا اور جھنجھلا کر اس نے کہہ دیا۔

تَبًّا لَکَ اَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا، تمہارے لئے ہلاکت ہو کیا ہمکو اسی لئے جمع کیا تھا

اس کے بعد۔

تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ[1] کا نزول ہوا۔ میرے محبوب کو تبًّا لک کہتے ہو۔ ابولہب ہی ہلاک ہو جائے اور وہ ہلاک ہو گیا۔

اس جاندار تمہید کے بعد حافظ ملت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کا بحر علم دو گھنٹہ تک موجیں مارتا رہا، اور سورۂ لہب کی روشنی میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کے لعل و گہر لٹاتے رہے۔ کاش کہ اس دور میں ٹیپ ریکارڈ کا استعمال عام رہا ہوتا تو اس طرح کے علمی لعل و گہر کیلئے ایک دفتر درکار ہوتا۔

مقام بشر

معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک محفل میلاد شریف میں تقریر کرتے ہوئے حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں رب کا حکم لیکر حاضر ہوئے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ کو محو خواب پایا۔ بیدار کرنا خلاف ادب تھا ایک طرف حکم رب العلمین اور دوسری طرف آقا کا خواب ہے۔ جبرئیل امین اپنی کافوری پیشانی آقائے کریم کے تلوے پاک سے ملنے لگے کہ ٹھنڈک کے اثر کا احساس فرماکر بیدار ہوں تو رب کا حکم بارگاہ میں عرض کیا جائے۔ آقا بیدار ہوئے۔ جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کیا رب کا حکم لیکر آیا ہوں، رب کی بارگاہ میں بلاوا ہے، اس کے بعد

[1] ترجمہ:۔ تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔ (کنز الایمان)

بیان فرمایا جسم کا ادنیٰ درجہ پیر کا تلوہ ہے اور جسم میں سب سے بلند حصہ پیشانی ہے۔ جبریئل امین نے ملکوتی پیشانی تلوے رسول سے مس کرکے یہ ثابت کردیا کہ مقام ملکوتیت کی جہاں انتہا ہے وہاں سے رسول کی بشریت کا مقام شروع ہوتا ہے۔ رسول پاک بشر ہیں۔ مگر ایسے بشر کہ ان کی بشریت کی ابتدا وہاں سے ہے جہاں مقام ملکوتیت کی انتہا ہے پھر کون ہے رسول کی بشریت سے مقابلہ کرنے والا۔

غلطیوں پر ٹوکنا

کسی کو اس کی شرعی چوک پر اصلاح کی نیت سے تنبیہ کرنا امر بالمعروف کا ایک حصہ ہے۔ ایسے مواقع پر عوام تو اصلاح قبول کرلیا کرتے ہیں۔ مگر خواص کو اصلاح کی نیت سے کچھ کہنا بڑا دشوار امر ہے جبکہ خواص کو اس کا زیادہ حق پہنچتا ہے کہ اصلاح کو بلا چون وچرا تسلیم کریں تاکہ عوام ان کی پیروی کرکے راہ راست پر آسکیں۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی موجودگی میں ایک مقرر سے باب عقائد کے کسی مسئلہ کے بیان میں غلطی ہوگئی تھی۔ حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے وقت پر جب کرسی پر تشریف فرما ہوئے تو خطبہ مسنونہ کے بعد تلاوت کردہ آیت کریمہ کی تشریح کے بعد فرمایا۔

تلقین توبہ

تَوْبَةُ السِّرِّ بِالسِّرِّ وَتَوْبَةُ الْاِعْلَانِ بِالْاِعْلَانِ۔ آدمی سے اگر غلطی کا صدور خفیہ اور پوشیدگی میں ہو تو اس کی توبہ بھی خفیہ اور پوشیدگی میں ہوگی اور اگر انسان سے غلطی کا صدور اعلانیہ ہو تو اس کی توبہ اعلانیہ ضروری ہے تاکہ اعلانیہ غلطی سے جو لوگ غلطی کا شکار ہوگئے ہوں انکی اصلاح ہوجائے اس کے بعد مقرر صاحب کے بیان کردہ غلطی کا شکار ہوگئے ہوں ان کی اصلاح ہوجائے اس کے بعد مقرر صاحب کے بیان کردہ مسئلہ کی غلطی کو واضح کرکے مسئلہ کی صحیح صورت سے آگاہ فرمایا اور کچھ کتابوں کے حوالہ سے مسئلہ کو مبرہن فرماکر مقرر صاحب کو مائک پر آکر اپنے بیان کردہ مسئلہ سے رجوع کرنے کا حکم بھی دیا۔

مومن کامل

بحر العلوم حضرت مفتی عبد المنان صاحب کے دولت کدہ پر میلاد شریف کی محفل میں راقم کی ابتدائی تقریر ہوئی درمیان تقریر "مومن کامل" بول گیا تھا۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے خطبۂ مسنونہ کے بعد ایمان کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ایمان کامل اور ناقص نہیں ہوتا ہے بلکہ کمال ونقصان مومن کی صفت ہے۔

باب علم میں غلطی کا ہوجانا نہ کوئی بڑی بات ہے اور نہ ہی کچھ عیب ہے، البتہ اپنی

غلطی پر مصر رہنا اور اصلاح قبول نہ کرنا بڑی غلطی ہے۔ نام ونمود اور شہرت کے خواہاں لوگوں کی طرف سے ایسے مواقع پر بعور ردّعمل دیکھا جاتا ہے اس کے پیش نظر اصلاح سے چشم پوشی میں عافیت محسوس کی جاتی ہے۔ خود راقم کے ساتھ اس طرح کا ایک واقعہ پیش آچکا ہے۔ ایک مشہور مقرر نے درمیان تقریر دسیوں بار بیان کیا کہ طلاق کی عدت "تین ماہ تیرہ دن ہیں" راقم نے بہ نیت اصلاح طلاق کی عدت تین حیض ہے۔ بیان کے مسئلہ کی تفصیل کر دی۔ اس کے نتیجہ میں مقرر صاحب مائک پر تشریف لاکر گویا ہوئے "اس مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف ہے"

اصلاح قبول کرنا تو دور رہا۔ اس پر ائمہ کے اختلاف کا قول کر کے اپنی آبرو بچانا ضروری سمجھا۔ اور اس کی فکر نہ ہوئی کہ "تین ماہ تیرہ دن" اور اس مسئلہ میں ائمہ کے اختلاف کا قول شریعت کے موافق ہے یا مخالف[1]؟

اب اس خصوص میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کو دیکھا جائے تو آپ کی ذات ایک مثالی شخصیت کی حیثیت سے ہمارے سامنے ہے۔ اصلاح کے انجام سے مستغنی ہو کر بلاخوف لومۃ لائم مسئلہ بیان فرما دیتے توبہ کی ترغیب بھی دلاتے خفیہ ہو تو خفیہ ترغیب اور اعلانیہ ہو تو اعلانیہ توبہ کی ترغیب دلاتے۔

عقلی دلیل

بخاری شریف کی ان احادیث کا درس دیتے ہوئے جن میں ایمان کے زائد یا ناقص ہونے کا ذکر ہے، ارشاد فرمایا، ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور تصدیق امر بسیط ہے، ذی اجزا نہیں، اور زیادتی یا نقصان ان امور میں پایا جاتا ہے جن میں اجزاء ہوں، اور جب ایمان ذی اجزاء نہیں تو ایمان زائد اور ناقص نہیں ہوگا۔

اس باب میں حضور حافظ ملت کے مزید استدلال کی معلومات کیلئے حافظ ملت نمبر یا ملفوظات حافظ ملت از حضرت مولانا اختر حسین صاحب فیضی کا مطالعہ کریں۔

[1] تین حیض کو ائمہ کا اختلاف بتانا سراسر جہالت اور غلط ہے۔ کیوں کہ طلاق کی عدت تمام ائمہ احناف کے نزدیک تین حیض ہے۔ — نعمانی

طریقہ تدریس

حضور حافظ ملت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی ذات والا صفات ان شخصیت ساز انسانوں میں ہے جن کی زندگی کے لمحات کا ہر گوشہ ہمارے لئے مشعل اور ہدایت کا سرچشمہ ہے، جن کے طریقہ کار پر عمل کرنے والے کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار ہو گئے۔ درسگاہی تدریس و تفہیم ایسی جامع اور مختصر کہ نہ جانے کتنے طالبان علوم شکوک و شبہات کے دلدل سے نکل کر یقین کے اجالے میں آ گئے۔

ایک بار انتہائی اہم سبق کی تفہیم کرا لینے کے بعد ہماری پیشانیوں پر سبق سمجھ لینے کی بشاشت کے اثرات دیکھا تو ارشاد فرمایا "میں نے اپنے استاد حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان سے تدریس کا طریقہ بھی سیکھا ہے۔ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے پڑھانے کا طریقہ یہی تھا"

اس سلسلہ میں کسی دوسرے موقع پر بیان فرمایا "مطالعہ میں عبارت کی مراد ذہن نشین کر لینے کے بعد درسگاہ میں اس کی تقریر کرتے وقت نگاہ کتاب کی عبارت پر ہونی چاہئے ورنہ غلطی ہو سکتی ہے اور تقریر بھی مصنف کی ترتیب کے مطابق ہونی چاہئے اس طرح طلبہ کے سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے"

حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے طریق تدریس کے غالب عناصر یہ ہیں۔

① زیر درس کتاب کی تفہیم کرانا نہ شروع کے مضامین کا بیان اور نہ حواشی کا ذکر۔ حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان شاگرد خاص حضور حافظ ملت فرماتے ہیں "قابلیت یہ ہے کہ آدمی زیر درس کتاب کی تفہیم کرا دے۔ کسی کتاب کے پڑھانے میں شروح کے مضامین بیان کرنا قابلیت نہیں"۔ (واضح رہے کہ ان شروح سے مراد عربی اور فارسی شروح ہیں نہ کہ دور حاضر کے اردو شروح جو صلاحیت کے لئے زہر قاتل ہیں)

② مصنف کے بیان کردہ اعتراض وجواب پر اکتفا فرماتے ③ مصنف نے اگر اعتراض ذکر کئے بغیر جواب دیا ہے تو اس اعتراض کی وضاحت کر کے جواب کی تشریح فرماتے ④ اعتراض کی وضاحت کرتے ہوئے مصنف کی عبارت میں مورد اعتراض کا تعین بھی فرماتے، معترض کی دلیل کے جس حصہ کو لیکر مجیب کا جواب ہوتا اس کا بھی تعین فرماتے۔ ⑤ اختلاف اقوال کی صورت میں مفتی بہ قول کو مبرہن فرماتے ⑥ حنفی وشافعی اختلاف کا ذکر عبارت میں ہوتا تو مسلک حنفی کی ترجیح قدرے بسط سے فرماتے ⑦ فقہ وتفسیر وحدیث کی وہ عبارتیں جن سے اہلسنت کی حقانیت ثابت ہوتی ہے تفصیل سے بیان فرماکر وہابیت کا بطلان دلائل قاہرہ سے ثابت فرماتے ⑧ عبارت خوانی کے بغیر کسی کتاب کا سبق کبھی نہیں پڑھاتے۔ عبارت خوانی کے بعد متن کی عبارت کا مفہوم اور مراد واضح فرماتے پھر اس مسئلہ کو شرح میں بیان کردہ دلیل سے مزین کرنے کے بعد اختلاف مذہب جس کو مصنف نے بیان کیا ہو یا اختلاف کی طرف اشارہ کیا ہو بیان کر کے متن کے مسئلہ کی تائید اور اختلافی مسئلہ کے عدم صحت کو ظاہر کر کے ترجمہ کرتے وقت فرماتے اب ترجمہ سے ملاؤ۔

واضح رہے کہ یہ طریقۂ تدریس انھیں طلبہ کے لئے مفید ہو سکتا ہے جو باقاعدہ مطالعہ کر کے پڑھنے کے عادی ہوں ورنہ "خود فراموشی کند تہمت دہد استاد را"، (خود فراموشی کند کی تفصیل کے لئے راقم کے مضمون دعوت فکر وعمل کا مطالعہ کریں) کا مصداق بن کر طلبہ ایسے مدرسین کی آبروریزی کا سبب بنتے ہیں جو اپنے اساتذہ کرام کے طریقۂ تدریس کے امین ہوں۔

بخاری شریف پڑھانے کا طریقہ

بخاری شریف کی اہمیت اور مقبولیت کا اعتراف خواص تو خواص عوام کو بھی ہے مگر اس اہم کتاب بخاری شریف کے دس پانچ پارے پڑھا کر عہدہ برآ ہو جانے کا ذہن تو بہت عام ہے۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان تبلیغی پروگرامات اور مصروفیات

کثرت کے باوجود بخاری شریف دونوں جلدیں سبقاً سبقاً ختم کراتے، کسی مقام پر نہیں فرماتے یہ حدیث گذر گئی، جتنا بھی پڑھاتے عبارت خوانی کرا کے پڑھاتے، حدیث شریف کے تکرار کی وجہ بیان فرماکر، باب سے حدیث شریف کی مطابقت، پھر اس حدیث پاک سے متخرجہ مسئلہ کا بیان، اور مذہب حنفیت کی روایت و درایت کی روشنی میں ترجیح بیان فرماکر حدیث شریف کا ترجمہ روایت کے ترجمہ کے ساتھ کراتے۔ انھیں اوصاف کے ساتھ بخاری شریف کی دونوں جلدیں ختم ہو تیں۔

راقم الحروف اس جماعت کا ایک ادنیٰ فرد ہے جس کے بعد حضور حافظ ملت نے کسی جماعت کو مکمل بخاری شریف نہیں پڑھایا۔ میرے دورۂ حدیث کے سال میں الجامعۃ الاشرفیہ کی تعمیری مصروفیات کثیرہ اختتام بخاری شریف کی راہ میں حائل ہوئیں تو حضرت حافظ ملت نے بعد نماز ظہر قیام گاہ پر پڑھانے کا التزام فرمایا تاکہ بخاری شریف کا کوئی سبق باقی نہ رہ جائے۔ بحمدہ تعالیٰ اس سال بھی سبقاً سبقاً اپنے مکمل تدریسی اوصاف کے ساتھ بخاری شریف کی دونوں جلدیں ختم کرایا۔

ہر حال میں یکساں تدریس

سفر سے واپسی ہو یا حضر، پریشانیوں اور الجھنوں کا سامنا ہو یا راحت وسکون کی سانس کسی بھی حال میں حضرت حافظ ملت کے انداز تدریس میں ذرہ برابر فرق محسوس نہیں ہوتا۔ کسی بھی سفر سے واپسی کے وقت تعلیم کا کچھ بھی وقت باقی رہتا تو دارالعلوم تشریف لاتے درسگاہ میں پہونچنے سے پہلے ہی کسی طالب علم سے فرما دیتے فلاں جماعت کو بھیج دو وہ جماعت پہنچتی عبارت پڑھواتے، گذشتہ سبق سے موجودہ سبق کا ربط بیان فرماکر عبارت کی تشریح اور مقصود عبارت کو اس طرح بیان فرماتے کہ ایام قیام کی تفہیم وتشریح کے انداز سے سرمو فرق نہیں ہوتا جبکہ سفر کی تکان سے ذہن کا بوجھل ہو جانا لازمی امر ہے۔

فراغت کے بعد طلب دعا اور مفید مشوروں کے لئے تلامذہ کے خطوط حضور حافظ ملت کی بارگاہ میں آیا کرتے رہے، ان خطوط میں کبھی اراکین ومدرسین اور ماحول کی

ناسازگاری کا ذکر ہوتا۔ ایک ایسے ہی خط کی آمد پر فرمایا "لوگ سمجھتے ہیں کہ یہاں بڑا سکون واطمینان ہے اور ہر طرح ماحول سازگار ہے" پھر مبارک پور کے ماضی کے کچھ حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ مجھے مرعوب کرنے کیلئے یہ خبر مجھ تک پہنچائی گئی کہ فلاں شخصیت کے سامنے (اس شخصیت کا نام ذہن میں نہیں رہ گیا) بخاری شریف پڑھانا ہوگا جوان کے سامنے پڑھا لے گا یہ عہدہ اسی کو دیا جائے گا۔ فرمایا اس کا جواب میں نے یہ دیدیا کہ حضرت صدر الشریعہ کی کفش برداری کیا ہے۔ جسطرح آج پڑھا رہا ہوں اسی طرح کسی کے بھی سامنے انشاءاللہ تعالیٰ پڑھاؤں گا۔

حضور حافظ ملت نے اس موقع پر اپنی صلاحیت اور قابلیت کو استاذ کی طرف منسوب کر کے کتنے حسین پیرایہ میں کبر و نخوت کا سدباب کر دیا جبکہ ایسے مواقع پر ہم جیسیں دیگرے نیست کی الاپ میں فخر محسوس کیا جاتا ہے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان طلبہ کو مشعل راہ دینے کے لئے کبھی کبھی اپنے اوصاف کا ذکر بھی فرماتے، مگر راقم نے حضور حافظ ملت سے اپنے اوصاف اپنی طرف منسوب کر کے بیان کرتے کبھی نہیں سنا جب بھی ایسا موقع آتا تو اپنے اوصاف کی خوبی کو حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی طرف منسوب کر کے بیان فرماتے۔

حضور حافظ ملت کا نظریہ تعلیم

کردار و عمل کو شریعت کے مطابق رکھنے کی نصیحتوں کی ترغیب کے ساتھ علوم دینیہ میں مہارت اور پختگی حاصل کرنے کی ترغیب طلبہ کے سامنے پیش فرماتے اسی لیے مناسب مواقع پر طلبہ کو ایسی نصیحتوں سے نوازتے جن پر عمل کر کے طلبہ اپنے اندر علمی قابلیت اور کتاب فہمی کا مادہ پیدا کر سکیں ایام تعلیم سے متعلق فرماتے

تعلیم کے تین دور ہیں دَور اوّل ـــ جس میں قواعد نحو و صرف کی یادداشت اور ان کو ازبر رکھنے کی کوشش طالب علم پر ضروری ہے۔

دَور ثانی ـــ جو قواعد نحو و صرف کی یادداشت کے بعد کا دَور ہے، اس دور میں ان قواعد کا اجرا، جو دَور اول میں ازبر کئے گئے ہیں طالب علم پر ضروری ہے ـــ

دَور ثالث ـــ ایام تعلیم کا تیسرا دَور، قواعد کی یادداشت اور اجرا کے مراحل سے گذرنے بعد شروع ہوتا ہے، یہ دَور حصول تعلیم کا دور ہے انتہی۔

دَور اول اور دَور ثانی میں پڑھنے کا جو انداز حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان طلبہ کو دیتے رہے یہ اس زمانہ کی بات ہے جب مدارس کا ماحول تعلیمی تھا، طلبہ میں حصول علم کا ذوق ہوتا اور جماعت کے اکثر طلبہ ایک دوسرے پر سبقت کرنے کی کوشش میں اپنے اوقات کو صرف کرتے رہے اور اساتذہ طلبہ میں کتاب فہمی کا مادہ پیدا کرنے کے لئے کوشاں ہوتے۔

آج نہ مدارس کا وہ ماحول رہ گیا ہے اور نہ طلبہ میں وہ تعلیمی ذوق باقی ہے جس سے طلبہ اپنے اندر علمی صلاحیت اور قابلیت پیدا کر سکیں، تو دَور اوّل اور دَور ثانی کی نصیحتوں کے مطابق طلبہ کا از خود تعلیمی میعار بنا لینا دشوار ہو چکا ہے، بلکہ دَور حاضر میں طلبا ر مدارس اسلامیہ جیسے تیسے آٹھ سالہ کورس پورا کر کے سند دستار حاصل کر لینے میں بڑی کامیابی تصور کر رہے ہیں، جبکہ یہ نہ کامیابی کا کوئی

حصہ ہے اور علمی خدمت دین، الا ماشاء اللہ بعض طلبہ حصول علم کا ذوق رکھنے کے باوجود تعلیمی ماحول کے فقدان کی وجہ سے علمی مہارت اور پختگی حاصل کرنے سے مجبور ہیں۔ موجودہ صورت حال میں اساتذہ کرام کا فریضہ ہوتا ہے کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی نصیحتوں کے مطابق ذہن سازی کی تدابیر سوچیں، اور ان تدابیر پر طلبہ سے عمل کرانے کی بھرپور کوشش کریں تو آج بھی طلبہ میں کتاب فہمی کا مادہ پیدا ہونا کچھ مشکل امر نہیں۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان علمی مہارت اور پختگی حاصل کرنے کی نصیحتوں میں یہ بھی ارشاد فرماتے ــــــ علم چھوٹی کتابوں میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دور اول اور دور ثانی کی تعلیم اگر اس انداز پر ہوئی ہے جس طرح اس دور میں تعلیم ہونی چاہئے تو طلبہ کو بڑی کتابوں سے علم حاصل ہوئے گا اور ابتدائی دونوں دور کی تعلیم اگر صحیح انداز میں نہ ہو سکی تو بڑی کتابوں سے حصول علم کا معاملہ آج معاشرے میں ماتھے کی کھلی آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے اور دیکھا جا رہا ہے۔

علمی گہرائی حاصل کرنے سے متعلق حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی نصیحتوں کا وہ گوشہ قدرے نذر قارئین ہو چکا جس کا تمام تر تعلق علم دین سے ہے۔

عصری علوم اور حافظ ملت

اسلام کے آفاقی مذہب ہونے کی بنا پر اسلامی رہنماؤں کے لئے حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی خواہش اور تمنا آفاقیت کا حامل ہونے کی تھی ــ اسی لئے اپنے تلامذہ کے لئے علوم دینیہ تفسیر و حدیث، فقہ و اصول میں مہارت تامہ کے ساتھ عصری علوم انگلش ریاضی، جدید عربی اور دوسرے مروجہ علوم میں بھی یکتائے روزگار ہونے کا ذہن عطا رکھتے رہے تاکہ علماء کسی بھی ماحول میں نہ احساس کمتری کا شکار ہوں

اور گفت و شنید کی کسی مجلس میں کسی طرح کی جھجک محسوس کریں اور اقوام عالم تک انھیں کی زبان میں اسلامی احکام پہنچانے پر قادر بھی ہو سکیں۔ اگرچہ معاشرہ میں شاید اس امر کے عملی پہلو کا فقدان ہے، بلکہ ایک عالم کیلئے علم دنیا کا حصول عیب تصور کیا جاتا رہا جبکہ اسلامی احکام کے مبلغین کے لئے ہر زبان کا ماہر ہونا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ امور تبلیغیہ پر ایک عالم کے لئے مہارت ضروری ہے تاکہ اسلامی عقائد و احکام کی تبلیغ صرف قوم مسلم کے ساتھ خاص ہو کر نہ رہ جائے۔

دارالعلوم اشرفیہ سے الجامعۃ الاشرفیہ (عربی یونیورسٹی) کی طرف پیش قدمی اور الجامعۃ الاشرفیہ میں انگلش ٹیچر کی تقرری اور جدید عربی کا انتظام اپنے تلامذہ کو آفاقی بنانے کا پہلا قدم تھا تاکہ علم دین اور علم دنیا کے مابین بیگانگی کے مادّہ کا خاتمہ ہو سکے اور دنیا کی رائج زبانوں میں اسلام کی تبلیغ ہو سکے۔

یہ امر بھی مسلم ہے کہ علم دین کے نصاب تعلیم میں اتنی گنجائش ہی نہیں کہ درس نظامیہ کی مدت تعلیم میں، عصری علوم کو داخل نصاب کیا جائے تاہم اگر ارباب حل و عقد اس سلسلہ میں کوئی راہ نکالنے کے لئے آمادہ ہو جائیں تو مشکلے نیست کہ آساں نہ شود کے بموجب کوئی نہ کوئی صورت نکل سکتی ہے جیسا کہ راقم الحروف نے اپنے ایک مضمون "دعوتِ فکر و عمل" میں اس جانب اشارہ کیا ہے۔

درسی افادات

حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے علمی اور درسی افادات یوں تو ہر فن میں تھے ، مگر بقول حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب قبلہ امجدی صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور حَفِظَ مَنْ حَفِظَ وَنَسِیَ مَنْ نَسِیَ کے بموجب تمام افادات کا قید تحریر میں لانا اب ممکن نہیں رہ گیا ہے تاہم حضرت حافظ ملت کے ذہین و زیرک تلامذہ جو اس وقت اُبھرے علم و فن ہیں اس طرف توجہ فرمادیں تو حافظ ملت کے علمی افادات کا ایک ذخیرہ جمع ہو سکتا ہے ۔

رزق وعطا میں مناسبت

جلالین شریف کے پہلے سبق میں وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ کی تفسیر مفسر نے اَعْطَیْنٰهُمْ سے اس لئے فرمایا ہے کہ رزق کے مفہوم میں ہر وہ شئ داخل ہے جو خدا کی طرف سے بندوں کو ملے ۔

توضیح :۔ رزق کا عام اور متعارف معنی جو ذہنوں میں ہے وہ یہ کہ کھانے اور پینے کی چیزوں کو رزق کہا جاتا ہے ۔ اس معنی کے اعتبار سے رزق خاص معنی میں ہوا۔ اور عطا کھانے اور پینے کی چیزوں کے علاوہ دوسری چیزوں پر بھی بولا جاتا ہے ۔ اسطرح خاص کی تفسیر عام سے ہوئی اور جب رزق کا معنی عطا الٰہی مراد لے لیا گیا ۔ تو اب صرف اشیاء خوردنی کا خرچ کرنا ہی متقیوں کی صفت نہیں ہوئی بلکہ زبان ، ہاتھ ، پیر اور دوسرے اعضا سے جو نیکیاں صادر ہوتی ہیں وہ بھی متقین کی صفت ہوئیں ۔ اب آیت کا مطلب یہ ہوا اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرنا ، زبان سے کسی کو ہدایت دینا ، قدم سے چل کر کسی کی مدد کرنا ، اور اپنے کردار سے دنیا والوں کے سامنے راہ ہدایت پیش کرنا حتی کہ دینی ضرورت پر اپنی جان اور

اولاد کو قربان کرنا یہ سب متقیوں کی صفت ہے۔

ایک تفسیری عبارت کا ترجمہ

"بِلْمُتَّقِیْنَ" کی تفسیر کے الفاظ جلالین شریف میں "اَلصَّائِرُوْنَ اِلَی التَّقْوٰی بِاِمْتِثَالِ الْاَوَامِرِ وَاجْتِنَابِ النَّوَاہِیْ" ہیں۔ اس تفسیری عبارت کا ترجمہ حضور حافظ ملت نے فرمایا۔ "جو لوٹنے والے ہیں تقوی کی طرف احکام کی بجا آوری اور منہیات سے پرہیز کے" اس قدر سلیس اور واضح ترجمہ کی مثال نہیں پیش کی جا سکتی۔

تمت بالخیر کا مطلب

ختم بخاری شریف کے وقت حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے بیان فرمایا کہ۔ حضرت صدر الشریعۃ قبلہ نے تَمَّتْ بِالْخَیْرِ کا سبق بھی پڑھایا تھا۔ اس کے بعد تَمَّتْ بِالْخَیْرِ پر بڑی جاندار درسگاہی تقریر فرمائی۔ راقم نے اپنے بعض ذہین احباب سے اس تقریر کے سلسلہ میں رجوع کیا۔ مگر تَمَّتْ پر درسگاہی تقریر کا کچھ مزید حصہ حاصل نہ ہو سکا لہذا اپنے حافظہ میں اس تقریر کا موجود حصہ ہدیہ ناظرین کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

ارشاد فرمایا حضرت امام بخاری نے بخاری شریف کی ابتدا باب بدء الوحی سے فرمایا۔ پہلی حدیث شریف "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ"، جو بظاہر باب سے مطابق نہیں ہے۔ پیش فرما کر علم حدیث پڑھنے اور پڑھانے والوں کو یہ ذہن دیا کہ علم حدیث شریف مہتم بالشان علم ہے۔ علم حدیث پڑھنے اور پڑھانے سے پہلے نیت میں خلوص وللہیت پیدا کر لی جائے اور پوری بخاری شریف خلوص نیت کے ساتھ پڑھی اور پڑھائی جائے، اب اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کی مطابقت صرف باب بدء الوحی سے نہیں بلکہ پوری بخاری شریف سے ہو گئی کہ ہر حدیث شریف کو خلوص وللہیت کے ساتھ پڑھا اور پڑھایا جائے تو تَمَّتْ بِالْخَیْرِ ہے ورنہ تَمَّتْ بِالْخَیْرِ نہیں۔

لہ ترجمہ:۔ بیشک عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔ (بخاری شریف)

حدیث جبرئیل کا ترجمہ

"مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ"[1] حدیث جبرئیل کے اس حصہ کو علم غیب رسول کی نفی میں پیش کیا جاتا ہے۔ مگر حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے حدیث جبرئیل کے اس حصہ کا ایسا ترجمہ فرمایا جس سے علم غیب رسول کے ثبوت میں استدلال کیا جاسکتا ہے۔ فرمایا۔ "مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ" کا ترجمہ شیخ محقق نے "ما ہر دو برابریم درنادانستن فرمایا ہے" مگر اس کے بعد "اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ"[2] خداوند ذوالجلال کا ارشاد ہے۔

توضیح:۔ حضرت جبرئیل امین اللہ کے رسول کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اسلام ایمان، احسان اور قیامت کے متعلق یکے بعد دیگرے پوچھتے رہے، اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر ایک کا جواب ارشاد فرمایا۔ اور جب قیامت کے متعلق پوچھا تو فرمایا "مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ"، علم قیامت سائل سے زیادہ نہیں جانتا ہوں۔ اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ علم قیامت سے متعلق دو گوشے ہیں ان میں سے ایک گوشہ کا علم جبرئیل علیہ السلام کو بھی ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اس ایک گوشہ کا علم ہے۔ اور دوسرا گوشہ علم قیامت سے متعلق وہ ہے جس کا علم سائل و مسئول دونوں کو نہیں۔ اسی دوسرے گوشہ کا ترجمہ "ہم دونوں نہ جاننے میں برابر ہیں" شیخ محقق نے کیا ہے۔ مگر اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دوسرے گوشہ سے متعلق عدم علم وقت سوال ہے اس لئے کہ رحمٰن نے اپنے مجتبیٰ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پورے قرآن کا علم عطا فرمایا، اور پورے قرآن کے علم میں اس دوسرے گوشہ کا علم بھی ہے۔

تَقَدُّمِ مِثْلِهٖ کا مطلب

جلالین شریف کے سبق میں جب پہلی بار "تَقَدَّمَ مِثْلُهٗ" آیا تو حضرت نے فرمایا، تقدم مثلہ کا ترجمہ ہے اس

---

[1] ترجمہ:۔ جس کے بارے میں پوچھا گیا سائل سے زیادہ نہیں جانتا ہوں (بخاری شریف)۔ [2] ترجمہ:۔ رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا

آیت کی تفسیر گذر چکی ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ ہے، جن لوگوں نے پہلے مقام سے اس آیت کی تفسیر پڑھ رکھا ہے ان کو بتانا بے سود ہے، اور جن لوگوں نے پڑھ بھلا دیا ہے وہ دوبارہ بتائے جانے کے لائق نہیں۔

وہابیہ کی تاویل اور ثبوت علم غیب

"وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ"[1] پر درسگاہی تقریر میں افادہ فرمایا۔ اس آیت کریمہ میں "هُوَ" کا مرجع (مراد) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے، اس صورت میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غیب بتانے میں بخیل نہونا ثابت ہے۔ تو ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کی عطا سے غیب جانتے بھی ہیں اور بتاتے بھی ہیں۔ مگر وہابیہ اپنے مطلب کے موافق "هُوَ" کا مرجع اللہ تعالیٰ کو بتاتے ہیں۔ اس صورت میں مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غیب بتانے میں بخیل نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ غیب بتانے میں بخیل نہیں ہے تو اس نے اپنے نبی کو غیب کا علم دیا ہے نہ عطا فرمائے تو بخل لازم آئے گا۔[2]

رسول پاک کی ازدواجی زندگی

ایک موقع پر بخاری شریف کا سبق پورا ہونے کے بعد راقم بھی اپنے مخصوص شرکار درس کے ساتھ حضور حافظ ملت کی درسگاہ میں رک گیا۔ اور عرض کیا گیا حضور! رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور امت کے درمیان ازدواجی حکم میں فرق کی کیا وجہ ہے۔

ارشاد فرمایا "کثرت ازدواج کی طاقت کا ہونا جسمانی کمال ہے، آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم جس طرح روحانی کمال میں امت سے بدرجہا اعلیٰ ہیں اسی طرح جسمانی کمال میں بھی امت سے بدرجہا اعلیٰ ہیں۔ اور جب رسول پاک علیہ التحیۃ والثنار جسمانی کمال میں بھی امت سے بدرجہا اعلیٰ ہیں تو امت کے مقابل ازدواج کے حکم میں فرق کا ہونا لازمی امر ہے۔

---

[1] ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں (کنز الایمان) [2] لہٰذا دونوں طرح یہ آیت وہابیوں کے خلاف ہے (نعمانی)

قصہ اور واقعہ

کسی درسگاہی کتاب میں ایک بار "قصص" یا اسی مادہ سے کوئی لفظ آیا تو اس کا ترجمہ کرنے سے پہلے ارشاد فرمایا "قصص کا ترجمہ قصہ کیا جاتا ہے مگر اس زمانہ میں قصہ کا لفظ جھوٹ اور لایعنی باتوں کے مجموعہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا ترجمہ واقعہ کرنا چاہئے۔" پھر کتاب کی تفہیم کرانے کے بعد ترجمہ کرتے وقت "قصص" کا ترجمہ واقعہ ہی کیا۔

معراج جسمانی

بخاری شریف میں معراج سے متعلق حدیث پاک پڑھاتے وقت ارشاد فرمایا "آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بیالیس مرتبہ معراج ہوئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انکار سے معراج جسمانی پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔ اس لئے کہ معراج جسمانی ہجرت سے پہلے ہے اور حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انکار ہجرت کے بعد ہے۔ پھر "معراج جسمانی پر شبلی نعمانی کا عقلی استبعاد بیان کیا کہ معراج جسمانی میں زمین سے آسمان تک پہنچنے میں کرۂ نار سے گذرنا ممکن نہیں۔ اس کے بعد مولانا محمد فاروق صاحب چریاکوٹی کا جواب ذکر فرمایا کہ آگ کی لو سے ایک دھاگا تیزی کے ساتھ گذارو تو آگ کا اثر بھی دھاگے پر نہیں ہوتا ہے، تو برق رفتار براق کے کرۂ نار سے گذر جانے میں کوئی استبعاد نہیں۔

صدق اور حق

ایک مرتبہ کسی درسگاہی کتاب میں صدق اور حق کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا "خبر اگر واقعہ کے مطابق ہو تو صدق ہے، اور اگر واقع اور نفس الامری امور خبر کے مطابق ہوں تو حق ہے" پھر ارشاد فرمایا "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء طیبہ میں حق بھی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ

نفس الامر اور واقع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہیں اور آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات شریف مطابق ہے"

اس کا مطلب یہ ہوا کہ شریعت کے عملی احکام جن پر ہم عامل ہیں اگر یہ احکام عملی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمل کے مطابق ہیں تو عمل بالشریعۃ ہے ورنہ نہیں۔

توضیح:- مثلاً اگر یوں کہا جائے کہ "سورج نکلا ہے" اب اگر اس جملہ اور خبر میں یوں دیکھا جائے کہ سورج نکلنے کی خبر آسمان کے کنارے چمکنے والے سورج کے مطابق ہے تو اس خبر کو صدق کہیں گے کہ خبر صادق ہے، اور اگر یوں دیکھا جائے کہ آسمان کے کنارے چمکنے والا سورج، "سورج نکلا ہے" کے مطابق ہے۔ تو اس خبر کو حق کہیں گے، جب آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء طیبہ میں ایک نام حق بھی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ دین اور شریعت وہی معتبر ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول و فعل، کردار و عمل کے مطابق ہو جیسا کہ قرآن کریم کی آیت کریمہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[1] سے واضح ہے کہ دینیات پر عمل کا وہی راستہ خدا کی بارگاہ میں مقبول ہے جو صاحب شریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقۂ کار کے مطابق ہو۔

---

[1] پ ۲۱ الاحزاب، ترجمہ:- بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ (کنز الایمان)

خدمت دین

اشاعت علم دین کے مختلف طریقوں میں تدریسی خدمات کو بڑی اہمیت حاصل ہے، خدمت دین کا تقریری شعبہ ہو یا تصنیفی، اصلاح وارشاد سے خدمت دین ہو یا پیکر عمل بن کر دنیا کے سامنے نمونۂ عمل بن جانا، ہر ایک میں تدریسی خدمات کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے خدمت دین کے تدریسی شعبہ کو اس طرح اختیار فرمایا کہ اپنی ذات کے لئے ملازمت کا لفظ سننا بھی گوارہ نہیں تھا اشرفیہ کے دستور اساسی میں عہدہ کے ساتھ پیشہ میں ملازمت چھپ گیا، تو ارشاد فرمایا "میں ملازم نہیں ہوں خادم ہوں"۔ اپنے تلامذہ کو بھی خادمانہ حیثیت سے کام کرنے کی ترغیب دلاتے۔

خدمت دین اور وظیفہ

وظیفے اور عمل کا اثر سعادت اخروی ہے جو اپنی ذات تک محدود رہتا ہے مگر خدمت دین وہ بھی علم دین کی اشاعت سے اس کا اثر سعادت اخروی کے حصول کے ساتھ زندگی کے تمام شعبوں میں خلق خدا کی رہنمائی ہے تاکہ انسان عابد ومعبود کا فرق پہچان سکے، حقوق الٰہیہ اور حقوق عباد کی اہمیت کو سمجھ سکے، جو بعثت انبیاء کا مقصود اعظم ہے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان عمر بھر رضاء الٰہی اور رضاء رسول کے حصول میں علمی اور عملی اعتبار سے خدمت دین میں مصروف رہے۔

حضرت قاری عبد الحکیم صاحب قبلہ نے بیان فرمایا کہ مبارکپور کے ایک صوفی صاحب (قاری صاحب کو صوفی صاحب کا نام یاد نہیں رہ گیا) جو حضرت کے مرید بھی تھے اور خدمت گذار بھی۔ صوفی صاحب نے حضرت قاری صاحب قبلہ سے اپنا ایک

خواب بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک وسیع میدان میں آقائے دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ اتنے میں آقائے دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مولانا حافظ صاحب آرہے ہیں میری نگاہ پڑی تو حضرت حافظ ملت دور تھے اور زمین سے چپک کر گھسٹے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں ــــ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ عظیم تک پہنچ گئے، آنکھیں نمناک تھیں اور حضور علیہ التحیۃ والتسلیم کے تلوہ پاک کو اپنی زبان سے چاٹنے لگے، آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سینۂ پاک سے لگاتے ہوئے فرمایا۔ کیوں رو رہے ہیں میں تو ہوں۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان معراج شریف کی تقریر میں پڑھا کرتے رہے ۔ ۔ ؎

انکی معراج تو یہ ہے کہ خدا تک پہنچے ÷ میری معراج تو یہ ہے کہ قدم تک پہنچوں

صوفی صاحب نے بیان کیا کہ حضور حافظ ملت سے اپنا خواب بیان کرنے کے لئے حاضر ہوا حضرت چارپائی پر تشریف فرما تھے، اس خواب کو سنتے ہی چارپائی سے اتر کر زمین پر کھڑے ہوگئے اور خواب کی توثیق کرانے کے بعد فرمایا الحمد للہ میرے آقا نے مجھے قبول فرمالیا ہے۔

آقا کی بارگاہ میں حضور حافظ ملت کے مقبول ہونے کی بڑی واضح علامت بلا فوٹو حج کے واقعہ کا وہ حصہ ہے جو بمبئی میں ویزا کے سلسلہ میں پیش آیا۔ (تفصیل کے لئے حافظ ملت نمبر کا مطالعہ کریں)

ایک طالب علم جو فراغت کے بعد حضرت کے حکم سے تدریسی خدمت کے لئے گئے۔ ایک سال کے بعد حصول برکت و دعا کیلئے حاضر ہو کر یکے بعد دیگرے، دعائے گنج العرش اور درود اکبر کے پڑھنے کی اجازت چاہا، اجازت مل گئی، اب عرض گذار ہوئے حضور دلائل الخیرات شریف؟ تو ارشاد فرمایا "صوفی نہیں بننا ہے، خدمت دین کیلئے پڑھایا ہے"

لـه حاشیہ صفحہ ۵۴ پر

اب خاموشی کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں تھی۔ چند سال کے بعد ان کا حضرت کے ساتھ سفر کا اتفاق ہوا۔ گیا اسٹیشن پر ٹرین رکی، حضرت نے نماز فجر اور ذکر و قرأت کے بعد دلائل الخیرات شریف کا ورد شروع فرمایا، ختم کے بعد انھوں نے ڈرتے ہوئے پھر دلائل الخیرات شریف کی اجازت کے لئے عرض کیا تو ارشاد فرمایا۔ ”اجازت ہے اب شاید موقع نہ ملے“ یہ واقعہ شعبان ۱۳۹۵ھ ستمبر ۱۹۷۵ء کا ہے۔

شاید موقع نہ ملنے کا ظہور اس طرح ہوا کہ اسی سال شوال کے مہینہ میں وہ صاحب اپنے مدرسہ پہنچنے کیلئے شاہ گنج اسٹیشن پر ٹرین کے انتظار میں موجود تھے، حضرت رات کی ٹرین سے مبارک پور کیلئے تشریف لائے، ٹرین سے اترتے ہی سلام و قدم بوسی کا موقع ملا اور بس۔ چند ماہ کے بعد وصال کی خبر پہونچی تو ”اجازت ہے اب شاید موقع نہ ملے“ کا مطلب سمجھ میں آیا۔

خدمت دین اور صحت

راقم الحروف ایک بار جمشید پور جاتے وقت طلب دعا کے لئے حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا، مروجہ کھانے سے جسم میں جان تو باقی رہے گی مگر کام کرنے کی طاقت نہیں ملے گی۔ تادم آخر کام کرنے کے لئے صحت ضروری ہے اس لئے کچھ طاقت کی چیزوں کا استعمال ضرور رکھو اور مختصر تنخواہ میں ہوگا بھی کیا، کم از کم دو ایک چھوہارا اور ایک پاؤ دودھ کا استعمال رکھو۔

دانتوں کی حفاظت کا عمل

دانتوں کی موجودگی میں انسان کی زبان سے صاف اور شستہ انداز میں کلمات کا ظہور ہوتا ہے اور متکلم کی پوری بات، مخاطب بڑی آسانی سے سمجھ لیتا ہے۔ لہذا تدریس و تقریر سے خدمت دین میں دانتوں کی حفاظت اور صحت کا لحاظ بھی ناگزیر امر ہے۔ اسی بنا پر حضور حافظ ملت سے سنا ہوا دانتوں کی حفاظت اور صحت کا عمل ہدیہ ناظرین کر رہا ہوں۔

ایک موقع پر حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے بیان فرمایا نماز کیلئے وضو کرتے وقت کلی کرنے کے بعد اوپر کے سامنے والے دانتوں پر شہادت کی انگلی رکھ کر ”اِیَّاکَ نَعْبُدُ“ پڑھتے ہوئے شہادت کی انگلی کو دائیں طرف مسوڑے تک لے جائے

پھر اوپر کے سامنے والے دانتوں پر شہادت کی انگلی رکھ کر "اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" پڑھتے ہوئے بائیں طرف مسوڑے تک شہادت کی انگلی لے جائیے پھر اسی ترتیب سے نیچے کے سامنے والے دانتوں پر شہادت کی انگلی رکھ کر "اِیَّاکَ نَعْبُدُ" پڑھتے ہوئے دائیں طرف شہادت کی انگلی لے جائیے پھر نیچے کے سامنے والے دانتوں پر شہادت کی انگلی رکھ کر "اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" پڑھتے ہوئے بائیں طرف شہادت کی انگلی لے جائیے۔ تیسری مرتبہ نیچے اور اوپر کے دانتوں کو ملا کر شہادت کی انگلی اس طرح سامنے والے دانتوں پر رکھے کر نیچے اور اوپر کے دانتوں پر شہادت کی انگلی پڑے اور "اِیَّاکَ نَعْبُدُ" پڑھتے ہوئے دائیں طرف شہادت کی انگلی لے جائیے۔ پھر بائیں طرف "اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" پڑھتے ہوئے شہادت کی انگلی لے جائیے۔

پھر ارشاد فرمایا اس ترکیب پر عمل کرنے سے ان شاء المولیٰ تعالیٰ عامل کے دانت عامل کے ساتھ قبر میں جائیں گے۔ یعنی تادم آخر دانت محفوظ رہیں گے۔

راقم نے دانتوں کی حفاظت کا یہ عمل سننے کے بعد اس پر عمل شروع کر دیا، بحمدہٖ تعالیٰ اس ترکیب پر عمل کرنے کی برکت سے دانتوں کے ساتھ بے احتیاطی کے باوجود آج تک دانت محفوظ ہیں۔ اور اب تک بے احتیاطی کا کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔

نقوش وتعویذات اور اسکی زکوٰۃ

بہت سے لوگ تعویذات اور نقوش میں تاثیر پیدا کرنے کے لئے نقوش اور تعویذات کی زکوٰۃ نکالتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں بہت کچھ وقت صرف کرنا پڑتا ہوگا۔ اس سلسلہ میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کا ایک قول پیش کر رہا ہوں جس سے ادائیگی زکوٰۃ کے بغیر نقوش اور تعویذات میں تاثیر پیدا کر کے اپنے قیمتی اوقات کو خدمت دین میں لگایا جا سکتا ہے اس سلسلہ میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمایا، "نقوش اور تعویذات میں ادائیگی زکوٰۃ سے جو تاثیر پیدا ہوتی ہے وہی تاثیر نقوش وتعویذات میں جھوٹ نہ بولنے اور نماز کی پابندی کرنے سے پیدا ہوتی ہے"۔

مطالعہ اور عبارت خوانی

حصول علم کے باب میں درسی کتابوں کے مطالعہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے
بمطالعہ پڑھنے کی صورت میں علمی پختگی اور گہرائی تک پہنچنا ممکن ہے بلکہ درسی کتابوں
کے دقائق اور مسائل مصنف کی مراد کے مطابق سمجھنا بغیر مطالعہ ممکن ہی نہیں، اسی لئے
حضور حافظ ملت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ دارضاہ عنا طلبہ کو مطالعہ کی تاکید بار بار فرماتے،
درسگاہ میں طلبہ کی عبارت خوانی بغور سماعت فرماتے۔ حضرت حافظ ملت کی درسگاہ
میں عبارت خوانی کی معمولی غلطی کرکے نکل جانا ممکن ہی نہیں تھا۔ طلبہ پر اس کا اثر یہ
تھا کہ عبارت خواں طلبہ بڑی عرق ریزی سے مطالعہ کرتے رہے۔ طلبہ کو مطالعہ کا طریقہ
بتاتے ہوئے فرماتے۔

"علم چھوٹی کتابوں میں ہے" انھیں چھوٹی کتابوں کے قواعد کی روشنی میں مطالعہ
دیکھنے کی ترغیب یوں دلاتے "کہ مطالعہ ضرور دیکھو اگرچہ مصنف کی مراد کے برعکس مطالعہ
میں سمجھو مگر دیکھو ضرور کچھ ایام اس طرح مطالعہ میں گذرتے گذرتے وہ دن بھی آئے گا کہ
کچھ صحیح بھی دیکھنے لگو گے یہ سلسلہ بڑھتے بڑھتے اس منزل پر پہونچ جائے گا کہ مطالعہ میں
عبارت کی مراد تم از خود نکال سکو گے، اس منزل پر پہنچنے کے بعد اب درسگاہ میں صرف اس
لئے جانا ہوگا کہ استاد کی تقریر و ترجمہ اور بیان مطلب سے اپنے مطالعہ کے صحت کی توثیق ہو
جائے گی۔ مطالعہ میں اگر کہیں کوئی غلطی ہوگئی ہے تو اس کی صحت ہو جائے گی"۔

اس معیار پر پہنچنے کے بعد عبارت پڑھنے والوں سے شاذونادر ہی غلطی ہوتی ہے اور
غلطی بھی ایسی کہ ادنیٰ اشارہ بھی صحت کے لئے کافی ہوجاتا ہے پھر بھی حضور حافظ ملت
علیہ الرحمۃ والرضوان عبارت بغور سماعت فرماتے۔ شاید یہ اس لئے تھا کہ طلبہ کے ذوق
مطالعہ میں کمی نہ آنے پائے اور طلبہ کی صلاحیت کا اندازہ بھی ہوسکے۔

حضرت مولانا محمد صدیق صاحب خلیل آبادی استاذ فیض النبی کپتان گنج بستی نے بیان کیا کہ ایک روز بخاری شریف کی عبارت میں نے پڑھا دوسرے دن بھی عبارت خوانی میں نے ہی شروع کر دی تو فرمایا تم نے کل عبارت پڑھا تھا آج کوئی دوسرا پڑھے۔

عبارت خوانی پر گرفت

دورۂ حدیث کے سال شوال کے ابتدائی ایام میں حضرت کسی پروگرام پر تشریف لے گئے تھے بیضاوی شریف کی گھنٹی تک حضرت حافظ ملت کے عدم واپسی کا خیال ہو گیا اس لئے بیضاوی شریف کے مطالعہ کا وقت دوسری کتاب کے مطالعہ میں صرف ہو گیا۔ مگر ہوا یہ کہ حضرت بیضاوی شریف کی گھنٹی کے وقت درسگاہ میں پہنچ گئے، ادھر یہ خبر بھی پہنچ گئی کہ حضرت نے بیضاوی شریف پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ بیضاوی شریف لے کر درسگاہ میں حاضر ہوئے۔ احباب کی حکمت عملی نے ان کو عبارت خوانی سے بچا لیا۔ راقم کو چار و ناچار عبارت پڑھنا پڑا۔ مگر مطالعہ نہ کرنے کا خیال سر پر سوار تھا علیہ "قرأ مکۃ والکوفۃ" پڑھ دیا لفظ "الکوفۃ" پر نصب سنتے ہی فرمایا چھٹی میں چھٹی منایا ہے، لفظ چھٹی سنتے ہی "والکوفۃِ" پڑھ چکا تھا پھر بھی چھٹی کے ایام کو کام میں لانے کی زبردست تاکید فرمائی۔

اَسراف یا اِسراف

کسی طالب علم نے اَلاِسْرَافُ فِی الْوُضُوْءِ کو اَلْاَسْرَافُ فِی الْوُضُوْءِ پڑھ دیا تو فرمایا یہاں لفظوں کا ڈھاں پانو کا۔ (بروایت قاری عبد الحکیم صاحب)

عبارت خوانی اور حروف کی ادائیگی

حضرت مولانا عبد المبین صاحب نعمانی نے بیان فرمایا بخاری شریف کی عبارت خوانی میں ایک طالب علم نے "قال قال" کو کالا کالا پڑھ دیا تو بخاری شریف کے صفحہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "جی ہاں سب کالا ہی کالا ہے، سب کالا ہے"۔

ایک دوسرے طالب علم نے جس کا نیا داخلہ ہوا تھا بخاری شریف کی عبارت

لہ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ دوسرے طلبہ کو عبارت خوانی کی عادت ہو جائے اور ان کا بھی جائزہ لیا جا سکے جبکہ بعض لوگ انھیں لڑکوں سے برابر عبارت پڑھواتے ہیں جو صحیح خواں ہوتے ہیں (نعمانی)

پڑھنا شروع کیا اور "قال قال" کو کالا کالا رسول اللہ پڑھ دیا تو حد درجہ خفگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا رسول اللہ کالا کالا ہے اگر کل اس طرح پڑھا تو خیر نہیں۔ اس طالب علم نے دوسرے روز پھر عبارت پڑھا اب اس نے باقاعدہ قال قال پڑھا۔

اس طالب علم نے چوبیس گھنٹے کے اندر حروف کی ادائیگی کے لئے کتنی کوشش کی ہوگی وہ تو وہی جانے، ہم تو بس اتنا جانتے ہیں کہ حروف کی ادائیگی کے لئے چوبیس گھنٹہ قطعاً کافی ہیں وہ تو حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے کرامتی ڈانٹ کا اثر ہوا کہ چوبیس گھنٹے کے اندر بقدر ضرورت حروف کی ادائیگی پر قدرت ہوگئی۔

راقم الحروف نے پہلی بار جب حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی درسگاہ میں شرح جامی بحث فعل کی عبارت پڑھا تو تہہ بہ تہہ غلطیاں ہوئیں، چونکہ اس وقت تک باقاعدہ مطالعہ کا عادی نہ ہو سکا تھا اس لئے ان غلطیوں کے احساس کا سوال ہی نہیں تھا، جب عبارت پوری کر چکا تو چند تنبیہاتی جملے ارشاد فرمایا جو دل میں اس طرح اثر کر گئے کہ اسی دن سے برابر مطالعہ کر کے پڑھنے کا عزم ہو گیا، دوسرے دن پھر عبارت بڑھا تو ارشاد فرمایا۔ "ایک دن کے ڈانٹنے کا اثر یہ ہوا کہ تین حصہ عبارت صحیح ہو گئی میرے پاس اتنا وقت کہاں ہے کہ روزانہ ڈانٹوں"

یقیناً دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے، چونکہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان طلبہ کے بہی خواہ اور خیر خواہ تھے۔ اسی لئے حضرت کی نصیحتیں طلبہ کے دلوں پر اثر کرتیں۔

رُبَّمَا یا رُبَمَا

حضرت مولانا صوفی عبد الرحمٰن صاحب نے جو فراغت کے بعد سے تارک الدنیا ہیں کسی کتاب کی عبارت پڑھنے میں رُبَّمَا پڑھا تو حضور حافظ ملت نے ارشاد فرمایا قرآن میں رُبَمَا بلا تشدید کے ہے، اس لئے رُبَمَا پڑھنا افصح ہوگا۔

طلبہ کو نصیحتیں

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان درسگاہی نصیحتوں کے علاوہ التزام کے ساتھ سال میں دو تین بار اساتذہ اشرفیہ کی موجودگی میں تمام طلبہ کو مفید نصیحتوں سے نوازتے۔ راقم نے اپنی نگاہوں سے دیکھا ہے کہ ان نصیحتوں کے بعد اکثر طلبہ ہفتہ دو ہفتہ، ماہ دو ماہ انھیں نصیحتوں کی روشنی میں اپنے اوقات گذارتے۔

وقت کی اہمیت

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان طلبہ کے اوقات کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے۔ "اَعْظَمُ الْمَصَائِبِ فَوْتُ الْوَقْتِ بِلَا فَائِدَۃٍ" "اپنے وقت کو بیکار گذار دینا سب سے بڑی مصیبت ہے" اس ضمن میں ارشاد فرماتے جمعرات اور جمعہ کی چھٹیاں ہفتہ بھر میں پڑھے ہوئے اسباق کو دیکھنے کے لئے ہوتی ہیں۔ ایک مرتبہ فرمایا "ہر سبق اسطرح پڑھنا چاہئے کہ اسی سبق کا امتحان دینا ہے"۔

طلبہ پر حافظ ملت کی نصیحتوں کا اثر یہ تھا کہ حضرت حافظ ملت کے تلامذہ میں اکثر جماعتیں ایسی ہوتیں جن میں دو چار طلبہ بہت اچھے اور قابل ہوتے اور نسبتاً جو اچھے نہیں ہوتے وہ بھی آج کے لائق ذکر طلبہ سے اچھے ہوتے۔

طلبہ کو ایک اہم نصیحت

محنت سے پڑھنے والے طلبہ میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کبھی رشک کی منزل سے نکل کر حسد کی حد میں داخل ہو جاتی ہے اور کبر و نخوت کے ذہن میں ہم چنیں دیگرے نیست کا ظہور ہونے لگتا ہے۔

اس طرح کی ذہنیت کے خاتمہ کے لئے حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے قول کی روایت حضرت مولانا تفسیر القادری صاحب قبلہ استاذ دار العلوم علیمیہ جمداشاہی سے سن کر راقم کو بھی یاد آیا کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان

فرماتے رہے۔

" ہر کہ داند کہ کل داند او ہیچ نداند، و ہر کہ داند کہ ہیچ نداند او کل داند "

جو اس گمان میں رہتا ہے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے وہ کچھ نہیں جانتا ہے، اور جو اپنے بارے میں یہ خیال رکھتا ہے کہ وہ کچھ نہیں جانتا ہے وہ کل جانتا ہے،

وضع قطع

ایک بار عالمانہ وضع قطع میں رہنے کی ترغیب دلاتے ہوئے درسگاہ میں ارشاد فرمایا، "ایک بڑے جلسہ میں ایک مقرر صاحب انتہائی پرجوش انداز میں اس طرح، ردوہابیہ بیان کر رہے تھے کہ تقریر کے کسی حصہ پر کسی کو کچھ کہنے کی گنجائش نہیں تھی ہزاروں کا مجمع تھا، ہر مذہب کے لوگ تھے، مگر تقریر کا کوئی جواب نہ تھا نہیں کہ مخالف گروپ کی طرف سے جوابی چیلنج ہو سکے۔ مقرر صاحب کی وضع قطع ہموار نہیں تھی۔ اس لئے ایک شخص نے مجمع سے کھڑا ہو کر کہا، مولانا اپنا سر اور پائجامہ پہلے درست کیجئے، یہ سنکر مقرر صاحب کے جوش پر اوس پڑ گئی۔ لہذا عالم کو باعمل ہونا نہایت ضروری ہے، ورنہ بسا اوقات اس سے نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۶۴ کا

لہ یہاں صوفی سے اس کا حقیقی معنی مراد نہیں ورنہ ہر باعمل عالم صوفی ہے، مقصود یہ ہے کہ محض اوراد و وظائف میں مشغول ہو کر نہ رہ جانا، تعلیم کا مقصود مخلوق خدا کو نفع پہنچانا ہے جس کا راستہ تعلیم و تدریس ہے اور اوراد و وظائف میں انہماک کہ اس سے آدمی صرف اپنے نفع کا مستحق بنتا ہے جو محدود ہے۔ نعمانی۔

خیر خواہی

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان ہمیشہ اور ہر حال میں علماء و طلبہ عوام و خواص کی خیر خواہی ملحوظ خاطر رکھتے گویا آپ " اَلنُّصْحُ لِکُلِّ مُسْلِمٍ " [1] کے نمونہ تھے۔

طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے " انسان اپنے معاشرے کے لباس و کردار میں رہتا ہے۔ تو اس کی عزت ہوتی ہے اور جب انسان اپنے معاشرے کا لباس اور کردار چھوڑ دیتا ہے تو لوگوں کی نگاہوں سے گر جاتا ہے۔"

" اَلنَّاسُ بِاللِّبَاسِ " کے مقولہ کو قدرے ترمیم سے فرماتے " اَلْعُلَمَاءُ بِاللِّبَاسِ الْعُلَمَاءِ " علماء کے لباس میں رہیں تو ان کی عزت ہوگی۔ اس سلسلہ میں فرماتے، پنجابیوں کا طریقہ سر پر پگڑی باندھنا ہے ہاتھ میں کڑا پہننا ہے، پنجابی اپنے اس شعار کے ساتھ دنیا میں جہاں بھی چلا جائے اس کی عزت ایک پنجابی کی حیثیت سے ہوگی۔ اور اگر وہی پنجابی اپنی پگڑی اتار دے، بال کٹوا لے، ہاتھ سے کڑا نکال دے تو اس کو اس نگاہ سے نہیں دیکھا جائے گا جس نگاہ سے پنجابی کو دیکھا جاتا ہے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے خیر خواہی کا عنصر طلبہ کے دور طالبعلمی ہی تک محدود نہیں تھا بلکہ ہر ملاقات میں مفید نصیحتوں سے نوازتے، خطوط کے جواب میں خیر خواہی کا عنصر غالب رہتا، کسی کو کہیں خدمت دین کے لئے بھیجتے تو خلوص و للہیت کے ساتھ کام کرنے کی تلقین کے ساتھ اس نوع خدمت میں بہتر کارکردگی کی صورتیں ضرور بیان فرماتے۔

راقم الحروف کو جامعہ مسعود العلوم چھوٹی تکیہ بہرائچ شریف غالباً ۱۹۷۲ء کے اواخر میں جانے کا حکم دیا تو فرمایا، " انسان کتنا ہی قابل ہو اگر پہلے سبق میں کامیاب

[1] مسلم شریف، ترجمہ " ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنا۔

ہو گیا تو کامیاب مدرس شمار کیا جائے گا۔"

حضرت حافظ ملت کے اس نصیحت پر عمل کا ثمرہ جو ظاہر ہوا وہ آج بھی سعود العلوم کے بام و در سے پوچھا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک کو مفید نصیحتیں کے ساتھ ہی کہیں بھیجتے۔ اب ان خیر خواہی کی نصیحتوں پر عمل کرنا ہمارا اپنا کام تھا۔

کسی کو کہیں بھیجتے وقت خیر خواہانہ کبھی یہ نصیحت بھی فرماتے "طلبہ سے خدمت لینا کچھ عیب کی بات نہیں ہے۔ مگر خدمت کے ایسے انداز سے پرہیز ضروری ہے جس سے کسی کو شکایت اور فتنہ انگیزی کا موقع ملے۔

کبھی فرماتے بہرہ اور گونگا بنکر کام کرنے سے کام ہوتا ہے۔ یعنی کس نے کیا کہا گویا ہم نے سنا ہی نہیں یہ بہرہ پن ہوا۔ اور فتنے کی باتیں جب نہ سننے کی منزل میں ہیں تو زبان سے جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں یہ گونگا پن ہوا۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے خیر خواہی کا عنصر اپنے تلامذہ سے متعلق اس طرح عام و تام ہے کہ ؎

خدا کی رحمتیں نازل ہوں میر کارواں تم پر
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری،

کی تکرار عقیدتوں کی زبان ہوتی رہتی ہے۔

کہنے کی بات نہیں — مگر تحدیث نعمت کے طور پر اس طرح کی خیر خواہی کا ذکر جو عالم برزخ سے ہوتی ہو کچھ معیوب نہیں بلکہ ایک مستحسن امر ہے۔

فراغت کے بعد سے اب تک مدارس کے معاشرہ اور ماحول کی بنا پر جب کبھی ذہن پریشانیوں کا شکار ہوا تو حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی واضح رہنمائیوں نے ہمیشہ سہارا دیا ہے، اور ایسے اوقات میں غلط روی کی سوچ پر سرزنش بھی ہوتی ہے۔

اس طرح کی رہنمائی کا ذکر بعض دوسرے تلامذہ نے بھی کی ہے۔

حضرت مولانا عبد الغفار صاحب جو گوشاں بازار ضلع اعظم گڈھ میں ایک

مدت تک خدمت دین کرتے رہے ایک ملاقات میں مولانا عبد الغفار صاحب نے راقم سے ایسی رہنمائیوں کا ذکر کیا ہے جن کی روشنی میں موصوف پیش آمدہ دشواریوں سے ہمیشہ نجات پاتے رہے۔

دار العلوم غوثیہ رضویہ اگیا ضلع بستی میں امتحان سالانہ کے لئے حضرت علامہ کاظم علی صاحب شیخ الحدیث تدریس الاسلام بسڈیلہ ضلع بستی کو راقم نے مدعو کیا۔ امتحان کے بعد حضور حافظ ملت کی عنایات اور فیضان کا ذکر جمیل چل پڑا حضرت علامہ نے بیان فرمایا کہ جب دار العلوم تدریس الاسلام بسڈیلہ میں دورۂ حدیث کا پہلا سال شروع ہوا۔ تو بیضاوی شریف جو دورۂ حدیث کے سال کی بڑی اہم کتاب ہے میرے پاس آئی اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر میں کافی متفکر تھا کہ بیضاوی شریف کا ——— پڑھانا کچھ آسان کام نہیں، کتاب شروع ہونے کا دن قریب آنے کے ساتھ اضطراب میں بھی اضافہ ہوتا رہا، ایسے عالم میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان خواب میں تشریف لائے، تسلی بخش کلمات ارشاد فرمایا دعا دی ——— نیند کھلی تو فرحت وانبساط کے اثرات ذہن ودماغ سے پھوٹے پڑ رہے تھے، اب کیا تھا بیضاوی شریف شروع ہوئی۔ کتاب جہاں تک ہونا تھا ہوئی بحمدہ تعالیٰ کسی سبق میں کہیں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔

اخلاص

حضور حافظ ملت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا اخلاص فی العمل کے پیکر ہی نہیں داعی بھی تھے۔ سختی کے ساتھ اخلاص وللہیت کا درس دیتے اور جب کبھی کسی کے عدم خلوص کی خبر ملتی تو فرماتے " سنیت اپنی حقانیت کی بنا پر زندہ ہے اور وہابیت اپنی چالبازی سے پھیل رہی ہے "۔

حافظ ملت اور سفر

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان لمبے سے لمبا سفر تنہا ہی کیا کرتے رہے۔ کبھی کسی خادم کو ساتھ دیکھتے منتظمین جلسہ اگر کسی طالب علم کو بحیثیت نعت خواں دعوت دیدیتے تو وہ طالب علم سفر میں خدمت کا شرف پاجاتا۔ راقم کے دور طالب علمی کے آخری حصہ میں بلرامپور کے جلسہ میں صاحبزادۂ محترم حضرت عزیز ملت قبلہ کو ساتھ چلنے کا حکم دیا، مبارک پور واپسی کے وقت سے پہلے فرمایا عبد الحفیظ " منتظمیں جلسہ اگر تم کو کچھ دیں تو نہ لینا اس سفر میں تمہارا ذمہ مجھ پر ہے "۔ (بتوثیق مولانا نصیر الدین صاحب)

حضرت مولانا عبد المبین صاحب نعمانی روح رواں دار العلوم قادریہ چریا کوٹ ضلع مئو نے بیان فرمایا۔ آخر عمر میں جب نقاہت بہت بڑھ گئی تھی اور جامعہ کے تعمیری کاموں کے لئے اسفار میں بھی کافی اضافہ ہوگیا تھا اس وقت حضرت اکثر کسی دکسی کو ساتھ رکھتے، التزام اس وقت بھی نہ ہوتا۔ حتی کہ ایک بار رمضان شریف میں حضرت تنہا بنارس تشریف لائے سخت بخار تھا اور اسی عالم میں مراد آباد سے بنارس آئے تھے۔ اس دوران فرمایا " اسی حالت بخار میں تراویح ختم کی اور جلد ختم کی کہ مدرسے کام سے بنارس آنا تھا "

دس یا پندرہ دنوں میں تراویح ختم کی صحیح تعداد یاد نہیں۔ (نعمانی)

مسافر اور دعا

جمشید پور میں بہت سے لوگ حضرت کو اسٹیشن چھوڑنے کے لئے گئے راقم الحروف بھی خادم کی حیثیت سے ساتھ تھا۔ اسٹیشن پر پہونچکر رک گئے جب سب لوگ ارد گرد جمع ہو گئے تو فرمایا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے میں اس وقت مسافر ہوں اس لئے آپ لوگوں کیلئے دعا کرتا ہوں اور بارگاہ خداوندی میں ہاتھ اٹھا کر تمام حاضرین کے لئے فلاح دین و دنیا کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد ٹرین تک پہنچنے کے لئے آگے بڑھے۔

دور حاضر کی تیز رفتار سواریوں کے حادثات سے محفوظ رہنے کے سلسلہ میں ارشاد فرماتے۔ اگر کوئی اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَتَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۞ پڑھ کر کسی سواری پر بیٹھے اور خدانخواستہ کوئی حادثہ ہو جائے تو انشاء المولیٰ الکریم اس دعا کا پڑھنے والا اس حادثہ میں محفوظ رہے گا۔

حضور حافظ ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا خود بھی دعا سفر پڑھ کر سواریوں پر بیٹھتے رہے اور مریدین تلامذہ کو دعا سفر پڑھ کر سواریوں پر بیٹھنے کی ترغیب بھی دلاتے رہے۔

حضرت قاری عبد الحکیم صاحب قبلہ نے بیان فرمایا کہ ایک بار حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان گورکھپور سے بستی کے لئے رات کے وقت ٹرین پر بیٹھے ٹرین چلی اور حضرت آرام فرمانے کے لئے سیٹ پر لیٹ گئے، اچانک نیند کھلی، لوگوں کو چیخ پکار کرتے ہوئے دیکھا تو اٹھ کر بیٹھ گئے، پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ٹرین کے ساتھ حادثہ پیش آگیا ہے، ڈبہ کے تمام مسافر مختلف حالتوں میں پریشان تھے اور حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے جسم پر اس حادثہ کا کچھ بھی اثر نہیں تھا۔

ہلدوانی علاقہ کے باشندے پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے اپنی ضروریات

لیے پہاڑیوں کا سفر عموماً بیل گاڑیوں سے کرتے ہیں۔

حضور حافظ ملت کے مریدین میں سے ایک شخص چند افراد کے ساتھ پہاڑی کا سفر کر رہا تھا، بیل گاڑی پہاڑی پر چڑھ رہی تھی اچانک بیلوں کا پیر پھسلا، بیل اور بیل گاڑی سمیت تمام لوگ زمین پر آگئے، بیل بھی مرگئے اور بیل گاڑی پر سوار لوگ بھی جاں بحق سپار ہو گئے ــــ مگر وہ شخص جس نے حافظ ملت کی تعلیم و ترغیب سے دعاء سفر یاد کر لیا تھا اور سواریوں پر دعاء سفر پڑھ کر بیٹھتا رہا اس عظیم حادثہ میں محفوظ رہا۔

(بروایت قاری عبد الحلیم صاحب)

حضرت مولانا نصیر الدین صاحب پلاموی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور شریعت کی پابندی کے ساتھ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی نصیحتوں پر عمل کی بھرپور کوشش کرتے رہے، حضرت موصوف کو درسگاہ میں دعاء سفر کا سماع بھی حاصل تھا اور خصوصی تعلیم بھی تھی۔

ایک موقع پر حضرت مولانا نصیر الدین صاحب اپنے دولت کدہ جانے کیلئے بس پر بیٹھے، بس کو ریلوے کراسنگ پار کر کے گذرنا تھا، ڈرائیور نے ریلوے کراسنگ کو اچانک کھلا دیکھ کر بس کو پار کر لینا چاہا، بس ریلوے لائن پر پہنچی ہی تھی کہ ادھر سے ریلوے لائن کا انجن آپہنچا اور بس سے اس طرح ٹکر ہوئی کہ بس دور جاکر گری، تھوڑی دیر کے اندر ریلوے کا عملہ بس کے پاس پہنچا اتنے میں حضرت مولانا نصیر الدین صاحب بس کے اندر سے صحیح و سلامت نکلے جبکہ بس کا ہر مسافر اور خود حضرت مولانا کے اغل بغل کے لوگ موت کے گھاٹ پہنچ چکے تھے۔

یہ تھی برکت آمنت باللہ و توکلت علی اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سبحان الذی سخر لنا ھٰذا وما کنا لہٗ مقرنین وانا الیٰ ربنا لمنقلبون۔ کی ــــ

حافظ ملت اور منفعت دینا

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان تاحیات خدمت دین کے جذبہ کے ساتھ خدمت دین کے اکثر شعبوں میں مصروف رہے مگر کسی مقام پر کہیں بھی منفعت دنیاوی کا خیال بھی نہیں گذرا، حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے مبارکپور بھیجتے وقت ارشاد فرمایا،، خدمت دین کے لئے بھیج رہا ہوں یہ نہ دیکھئے گا کہ کیا مل رہا ہے" تو عمر بھر نہیں دیکھا کہ اشرفیہ مجھے کیا دے رہا ہے اور میں کیا لے رہا ہوں۔

ایک بار خلوص کے ساتھ خدمت دین کی تعلیم دیتے ہوئے بیان فرمایا۔ گورکھپور کے ایک وکیل صاحب نے میلاد شریف کے لئے ایک بار مدعو کیا، گیا، تقریر ہوئی اور واپسی ہو گئی۔ اس کے بعد ہر سال دعوت آتی رہی بخوشی منظوری دیتا اور حاضر ہوتا کہ نہ جانے میں دنیاوی منفعت کے دخل کا شائبہ تھا۔ گویا وکیل صاحب بھی مخلص ہی تھے جن کے نزدیک نہ سفر خرچ کی حاجت تھی اور نہ نذر و نیاز کی ضرورت۔

ادبؒ

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان جہاں اپنے تمام اوصاف میں منفرد المثال تھے وہیں بڑوں کے ادب اور لائق اکرام چیزوں کے احترام میں بھی مثالی مقام رکھتے رہے۔

استاد کی بارگاہ کا ادب

حضرت قاری عبدالحکیم صاحب قبلہ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ جامعہ غازیہ سید العلوم بڑی تکیہ بہرائچ شریف میں گھوسی کے ایک صاحب نے بیان کیا (جن کا نام قاری صاحب کو یاد نہیں رہ گیا) کہ حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان، حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں ہمیشہ دوزانوں بیٹھتے۔ حضور صدر الشریعہ کسی ضرورت سے کچھ دیر کیلئے کہیں تشریف لے جاتے تو سب لوگ کھڑے ہو جاتے حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان جب کمرہ سے باہر ہو جاتے تو سب لوگ بیٹھ جاتے پھر وقت واپسی سب لوگ کھڑے ہو جاتے۔ مگر حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی واپسی تک ہاتھ باندھے کھڑے ہی رہتے جب حضرت صدر الشریعہ واپس آکر تشریف فرما ہو جاتے اس کے بعد حافظ ملت پھر دونوں زانو بیٹھتے۔

حضرت علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب اپنے ابتدائی دور میں حضور حافظ ملّت علیہ الرحمۃ والرضوان کے ساتھ بلرامپور کے ایک جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے، وقت واپسی سے پہلے حافظ محمد حنیف صاحب نے ٹکٹ ایک منگائیں یا دو کا تردد دور کرنے کے لئے حضور حافظ ملّت سے عرض کیا، حضور؟ مولانا ضیاء المصطفےٰ صاحب ساتھ جائیں گے؟ تو ارشاد فرمایا، حافظ جی

آپ نے کیا کہہ دیا، مولانا ضیاء المصطفےٰ صاحب میرے مخدوم زادے ہیں میں ان کے ساتھ جاؤں گا، وہ میرے ساتھ نہیں جائیں گے۔ (روایت [illegible])

کتابوں کا ادب

حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے نزدیک حصول علم کے اسباب میں کتابوں کا ادب بھی داخل تھا قیام گاہ پر ہوتے یا درسگاہ میں کبھی کوئی کتاب لیٹ کر یا ٹیک لگاکر نہیں دیکھتے بلکہ تکیہ یا ڈسک پر کتاب رکھ کر دیکھتے اور پڑھاتے، قیام گاہ سے مدرسہ یا مدرسے قیام گاہ کبھی کتاب لیکر آنا جانا ہوتا تو کتاب داہنے ہاتھ میں لے کر سینے سے لگا لیتے۔

کبھی کسی طالب علم کو ہاتھ میں کتاب لٹکا کر چلتے دیکھتے تو فرماتے "کتاب جب سینے سے لگائی جائے گی تو کتاب سینے میں اترے گی اور جب کتاب کو سینے سے دور کیا جائے گا تو کتاب سینے سے دور ہو گی"

استاد کے ادب کی تعلیم

حضرت مولانا تجمل ہدیٰ صاحب گیاوی نے جامعہ مسعود العلوم بہرائچ شریف میں ایک بار بیان فرمایا کہ صاحبزادہ گرامی مرتبت مولانا عبدالحفیظ صاحب کو ابتدائی درجوں کی کچھ کتابیں پڑھاتا رہا انھیں ایام میں ایک بار عزیز ملت قبلہ حضرت کے پاس تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی درمیان میں حاضر بارگاہ ہوا تو ارشاد فرمایا۔ "عبدالحفیظ یہ تمہارے استاد ہیں استاد کا ادب ضروری ہے۔

نکتہ آفرینی

نکتہ آفرینی انسان کا ایک ایسا جوہر ہے جس سے وسعت نظری اور علمی گہرائی کا پتہ چلتا ہے۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان اس باب میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔

خالی ہاتھ کا مطلب

درسگاہ یا کسی جلسہ میں ایک مرتبہ اختیار مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کا ذکر کرتے ہوئے ؎

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں ؛ دو جہاں کی نعمتیں ہیں انکے خالی ہاتھ میں

پڑھ کر ارشاد فرمایا۔ اس شعر کا مطلب تو یہ ہے کہ ہاتھ خالی تھا اور خالی ہاتھ نعمتوں سے بھر گیا۔ اور اس شعر کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صرف دست پاک میں دو جہاں کی نعمتیں ہیں۔[1]

بازآئی کا دو مطلب

ایک طالب علم رخصت لینے کے بعد بوقت روانگی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے حضرت ملا جامی علیہ الرحمۃ والرضوان کا یہ دعائیہ شعر ؎

بسفر رفتنت مبارک باد ؛ بسلامت روی و بازآئی

پڑھ کر فرمایا۔ اس شعر کا ایک مطلب یہ ہے کہ خیریت کے ساتھ جاؤ اور خیریت کے ساتھ رہو پھر سلامتی و خیریت کے ساتھ واپس آکر اپنے کام میں مصروف ہو جاؤ۔ اور ایک مطلب اس شعر کا یہ بھی ہے کہ اس کے بعد اس حرکت سے باز آجاؤ اس لئے کہ بار بار آنا جانا تعلیم کے لئے سخت مضر ہے۔

---

[1] یعنی خالی بمعنی صرف اور محض بھی ہو سکتا ہے۔ (نعمانی)

زیر اور زبر کا فرق

ایک موقع پر ایک طالب علم رخصت حاصل کرنے کی غرض سے حاضر بارگاہ ہوا تو ارشاد فرمایا "گھر جانا اور گھِر جانا میں صرف زیر اور زبر کا فرق ہے گھر جاکر اگر گھِر گئے تو تعلیم زیر و زبر ہو جائے گی"۔ یعنی گھر جاکر اگر گھر پر رہ گئے اور وقت پر مدرسہ نہ پہنچے تو تعلیم خراب ہو جائے گی۔

اَشرفی اور اَشَرفی

ایک صاحب نے خانوادۂ اشرفیہ کے کسی فرد کے غیر مستحسن کردار کا ذکر کرتے ہوئے لفظ اشَرفی استعمال کیا تو برجستہ فرمایا۔ "اَشْرفی بگڑا ابھی تو اشَرفی ہو گیا"۔

نقل ہی اصل

مبارکپور کے ایک جلسہ میں ایک مقرر نے وہابیوں کے عقیدہ "نماز میں حضور کا خیال نہ آئے" کا رد بلیغ کیا تھا۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی تقریر کے درمیان مقرر کے رد بلیغ کی تائید میں فرمایا "نماز ادائے رسول کی نقل کا نام ہے پھر یہ کیسے ممکن کہ نماز میں حضور کا خیال نہ آئے" اور اپنے اس دعویٰ کو "صلّوا کما رأیتمونی اُصلّی" [1] کی روشنی میں اس طرح واضح فرمایا کہ ہر خاص و عام کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ واقعی نماز ادائے رسول کی نقل کا نام ہے۔

چھُپانا اور چھَپانا

حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی ایک تقریر کیلئے حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے حکم کی تعمیل میں مبارکپور تشریف لائے اور وہابیہ کی کتابوں کے حوالہ سے وہابیت کا بطلان آفتاب نیم روز کی طرح واضح کر دیا۔ وہابیوں کے پاس اس کا کوئی جواب تو تھا نہیں، قصبہ میں یہ سرگوشیاں ہونے لگیں، اسطرح نہیں بولنا چاہئے۔ ان سرگوشیوں کا ذکر حضرت حافظ ملت کی بارگاہ میں ہوا تو برجستہ ارشاد فرمایا "چھَپانا تھا تو چھُپایا کیوں"۔ [بتوثیق قاری عبدالحکیم صاحب قبلہ گونڈوی]

[1] بخاری شریف اول ص۸۸ ترجمہ:۔ میرے نماز پڑھنے کے طریقہ پر نماز پڑھو۔

حضرت قاری عبدالحکیم صاحب قبلہ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میں حضرت حافظ ملت قبلہ کے ساتھ مدرسہ آیا درسگاہ سے قریب آنگن کی طرف والی دیوار پر کسی نے پان کھاکر تھوک دیا تھا نظر پڑ گئی تو فرمایا! قاری صاحب اس تھوک پر کون نہیں تھوکے گا۔

(بتوثیق قاری عبدالحکیم صاحب قبلہ گونڈوی)

پٹنہ اور فتنہ

ایک مرتبہ صوبہ بہار کے پٹنہ شہر کے ایک پروگرام سے واپسی پر شہر کے وہ حالات جو راستہ چلتے وقت دیکھے میں آجاتے ہیں ان کی عکاسی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، پٹنہ کی اگر عربی کر دی جائے تو پٹنہ فتنہ ہو جائے گا۔

انتظار اور موت

ایک موقع پر الانتظار اشد من الموت، انتظار کی گھڑیاں موت کے وقت سے سخت ہوتی ہیں کا ذکر آیا تو ارشاد فرمایا، انتظار کی دشواریوں سے کہیں زیادہ اہم موت کے وقت کی کٹھنائیاں ہیں اسلئے الانتظار اشد من الموت میں الموت کی جگہ من الفراق چاہیے۔

اب مقولہ یوں بنا الانتظار اشد من الفراق انتظار کی گھڑیاں جدائی کے وقت سے زیادہ سخت ہیں۔

تقریر اور تردید کا موثر طریقہ

حضور حافظ ملت نے طلبہ میں پختہ صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش کے ساتھ، تقریر و تردید سے بھی دینی خدمت انجام دیا ہے۔ مگر اس انداز سے کہ سننے والے حق اور ناحق میں امتیاز کرنے کا ذہن لے کر جائیں گویا اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ[1] کے معیار پر تقریر اور تردید فرماتے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ حق سے قریب ہو سکیں۔

تقریر و تردید کی تعلیم۔ ایک بار امتحان ششماہی کے درمیان مولانا نصیر الدین صاحب پاموی کی جماعت کو بلا کر فرمایا، مولوی محمد فاروق صاحب نے (جو دیولی کے رہنے والے ہیں جو مبارک پور سے قریب ایک آبادی ہے) آج ہی جماعت اسلامی والوں سے منڈیا پوسٹ کنہرا پور ضلع اعظم گڈھ میں سلام و قیام کے موضوع پر مناظرہ طے کر لیا ہے۔ ظہر کی نماز کے بعد دوپہر کا امتحان دیکر تم لوگ چلے جانا۔ ظہر کی نماز کے بعد امتحان سے فراغت لیکر دعاؤں کے لئے ہم لوگ حاضر ہوئے تو فرمایا "مناظرہ تو نہیں ہوگا البتہ تقریریں ہوں گی اور تردیدی تقریر کا مؤثر طریقہ یہ ہے کہ اپنے مسلک کو قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ سے ثابت کر دیا جائے۔ اس میں یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ مجمع میں کچھ لوگ پڑھے لکھے ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ کم پڑھے ہوتے ہیں اور کچھ بالکل ناخواندہ ہوتے ہیں لہذا تقریر ایسی ہونی چاہئے کہ سب لوگ اپنے اپنے معیار اور سمجھ کے مطابق کچھ لیکر جائیں"۔

اس کے بعد دعاؤں کے سایہ میں جانے کی اجازت مرحمت فرمایا۔ چوں کہ ہم لوگ دیر سے چلے تھے اس لئے پہنچنے میں تاخیر ہوئی۔ منڈیا پہنچے تو عبدالاحد صاحب کے احاطہ میں پروگرام شروع ہو چکا تھا۔ مولانا شہباز شیخ الحدیث جامعۃ الفلاح بلریا گنج اور مولانا صغیر موجود تھے، ہم لوگوں نے باہر کھڑے ہو کر کچھ تقریر کے مواد کا سن لینا ضروری سمجھا

[1] پ ۱۴ النحل ترجمہ: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔ (کنزالایمان)

اس لئے احاطہ کے اندر نہیں گئے۔ موضوع تقریر یہ تھا کہ جہاں قیام وسلام کیا جائے وہاں سے چالیس قدم دور رہنا چاہئے۔ مگر تھوڑی ہی دیر بعد چند آدمی باہر آئے اور ہم لوگوں کو اندر لے گئے۔ اب تقریر کا اسٹیج مولوی محمد فاروق صاحب کے ہاتھوں میں تھا۔ مولانا شہباز وغیرہ تخت پر بیٹھ کر ہماری تقریریں سنتے رہے یکے بعد دیگرے مولانا عبدالستار صاحب، راقم الحروف، مولانا عبدالرحمٰن صاحب پورنوی اور مولانا نصیرالدین صاحب کی تقریریں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی نصیحت کے دائرہ میں ہوتی رہیں۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ سلام وقیام کے وقت پورا مجمع باادب سلام پڑھنے کیلئے کھڑا ہو گیا جبکہ مجمع میں اکثر لوگ جماعت اسلامی کے رہے ہوں گے۔ مولوی شہباز اسٹیج سے اتر کر جانا چاہے مگر مولوی محمد فاروق صاحب نے ان کا بازو پکڑ کر فاتحانہ انداز میں کہا یا تو سلام پڑھئے یا پھر تقریروں کا جواب دیجئے۔ مولوی شہباز نے یہ کہتے ہوئے کہ "سلام وقیام فرض نہیں ہے ایک اچھا اور بہتر طریقہ ہے سلام وقیام میں شریک ہو گئے"۔

راقم الحروف کے ذہن میں نفس واقعہ کے علاوہ کچھ نہیں رہ گیا تھا۔ حسن اتفاق کہ عرس امجدی ۱۴۱۶ھ کے موقع پر گھوسی میں مولانا محمد فاروق صاحب سے ملاقات ہو گئی ذکر کرنے پر مولانا محمد فاروق صاحب نے ناموں اور جگہ کی تفصیل بیان کی جو شامل واقعہ ہے۔

مدارس عربیہ کی اہمیت

خدمت دین کا تدریسی شعبہ کتنا زہرہ گداز اور صبر آزما ہے کچھ وہی لوگ جانتے ہیں جن کا مقصود تدریس ہے، خلوص وللہیت سے خدمت دین کرنے والوں میں شاید ہی کوئی ایسا ملے جو ناقابل برداشت کٹھنائیوں سے کبھی کبھی گھبرا نہ گیا ہو حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان ایسے مواقع میں اپنے تلامذہ کو ثبات قدمی کی تعلیم بڑے مؤثر انداز میں فرماتے۔

کٹھنائیوں میں خدمت دین کی ترغیب

" ایک دنیا دار دنیا حاصل کرنے کیلئے پیٹھ پر بورا بھی لاد لیتا ہے سر پر بوجھ رکھ کر بھی چلتا ہے اور اسمیں اپنی کوئی رسوائی محسوس نہیں کرتا ہے۔ ہم تو دین کے طالب ہیں، دین دنیا سے اعلیٰ ہے، اس لئے ہمیں زیادہ حق پہنچتا ہے کہ ہم دین کے معاملے میں رسوائی کی باتوں سے رسوائی محسوس نہ کریں۔"

حضرت مولانا عبدالمبین صاحب نعمانی نے بیان فرمایا ایک مرتبہ حافظ ملت کے دو مرید اپنے مدرسہ کی خستہ حالی اور فنڈ کی نایابی اور بعض بدعقیدہ خائن ارکان جو مدرسہ سے برطرف کئے جا چکے تھے ان کی شکایت اور مشکلات کو لے کر حاضر بارگاہ ہوئے اور عرض کیا حضور مدرسہ کیسے چلے گا ہم لوگ بہت پریشان ہیں۔ اس پر حضرت نے فرمایا۔

" میاں مدرسہ وحدہ لاشریک چلاتا ہے ہماری تمہاری کیا مجال، دیکھو گردن کٹا دینا مگر مدرسہ مت چھوڑنا " یہ سن کر ان دونوں حضرات کے جان میں جان آئی اور پھر تازہ دم ہو کر پوری مستعدی سے مدرسہ کو آگے بڑھانے اور اس کی مالی پوزیشن مستحکم کرنے میں لگ گئے۔ الحمدللہ آج وہ مدرسہ ترقی پر ہے۔

ولایت حافظ ملت

ولایت خدا اور بندہ کے درمیان ایک سربستہ راز ہے، جس پر اطلاع پانا ہر شخص کے بس کی بات نہیں، اسی لئے کہا گیا ہے، "ولی را ولی می شناسد" ولی کو ولی ہی پہچانتا ہے، اور یہ بھی تسلیم شدہ امر ہے کہ خلوص وللہیت کے ساتھ انسان کے رگ وپے میں خوف الٰہی کا بس جانا، احکام کی بجاآوری، منہیات سے پرہیز کرنا، سنّت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے پیار رکھنا، قرب الٰہی کا ذریعہ اور انسان کے ولایت کی ایسی علامتیں ہیں جن کی روشنی میں کسی انسان کو ولی جاننا اور کہنا قرآن وشریعت کے مطابق ہے، جیسا کہ حضرت علامہ عبدالمبین صاحب نعمانی کی تقدیم میں اس امر کا ذکر بقدر کفایت گذر چکا ہے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے شب و روز، پابندی شریعت اور خلوص وللہیت کا حال دیکھنے والی نگاہیں، حافظ ملت کو نمونۂ اسلاف، ولیٔ کامل، خدا رسیدہ، کہنے پر مجبور ہو گئیں۔ جیسا کہ آنے والے صفحات سے قارئین اندازہ فرمائیں گے کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان فرمان الٰہی پہ یقین، قول رسول پر اعتماد، خوف الٰہی، شریعت اور سنت نبوی کی پابندی سے اس طرح کامل اتصاف رکھتے رہے کہ امور شرعیۃ اور سنت نبوی کی ادائیگی، حضور حافظ ملت کی ذات سے بلا تکلف ہونے کے ساتھ، فرمان الٰہی اور قول رسول کے حق ہونے پر کس قدر کامل یقین رکھتے رہے۔

حضرت جنید بغدادی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی بارگاہ میں کرامت دیکھنے کے بعد بیعت ہونے کے ارادہ سے ایک شخص حاضر ہوا، شب و روز دیکھنے کے بعد واپسی کے ارادہ سے چلا، واپسی کی وجہ پوچھنے پر عرض گذار ہوا کوئی کرامت دیکھنے میں نہیں آئی، اب حضرت جنید بغدادی نے سوالیہ انداز میں ارشاد فرمایا کوئی امر خلاف شریعت اور خلاف سنت بھی دیکھا ہے — جواب ملا نہیں —

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا سب سے بڑی کرامت یہی ہے۔

حقیقی کرامت واقعی کرامت تو یہی ہے جسے حضرت جنید علیہ الرحمۃ والرضوان نے بیان فرمایا کہ شریعت اور سنت نبوی کی پابندی سب سے بڑی کرامت ہے مگر عام ذہنوں کے لئے کسی ولی کے ولایت کی علامت ——— مومن کامل سے ایسے امور کا صادر ہونا ہے جن کا ظہور عام انسان کی قدرت میں نہ ہو۔

کرامتی واقعہ حضرت علامہ کاظم علی صاحب عزیزی علیہ الرحمۃ والرضوان ان افراد میں ہیں جن پر حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی خصوصی عنایتیں تھیں، حضر تو حضر، سفر میں بھی حضرت موصوف کو حضور حافظ ملت کے ساتھ چلنے کا بسا اوقات شرف حاصل تھا۔ انھیں سفروں میں سے ایک سفر کا واقعہ حافظ ملت نمبر میں حضرت علامہ کے قلم سے "روحانیت اور مشاہدات" کے عنوان پر شائع ہوا ہے، جسے حضرت موصوف کے الفاظ میں ہدیہ ناظرین کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔

اس سفر میں ہم مئو سے بھٹنی جنکشن پہونچے، بھٹنی سے میل پکڑ کر ہم کو بستی آنا تھا، اس زمانے میں تقریباً تین بجے یہ ٹرین بھٹنی سے چھوٹتی تھی، یہاں بھی وہی حالت پیش آئی، کثرتِ اژدہام کے باعث یہاں بھی ٹرین میں کھڑے ہونے کی جگہ نہ تھی، بادل ناخواستہ کسی طرح ایک بوگی میں گئے، خدا خدا کر کے دیوریا جنکشن پہونچے۔

لیلائے شب رخصت ہو رہی تھی، سپیدۂ سحر نمودار ہو رہا تھا، نسیم سحر ہولے ہولے چل رہی تھی، ہجوم کی وہی سابقہ حالت تھی کہ اندر سے باہر اور باہر سے اندر آنے جانے کی کوئی صورت ہی نظر نہ آتی لیکن حضرت نے (بغیر ماحول سے متاثر ہوئے) فرمایا کہ فجر کا وقت ہو گیا ہے، نماز کے لئے وضو کرنا چاہیے،

ایسے وقت میں جب کہ باہر نکلنا اور اندر آنا دشوار ہو، عام طور پر دل پر جو گندگی ہے ہر شخص محسوس کرتا ہے، باہر نکلنا تو بڑی بات قضائے حاجت کے لئے بھی ہمت نہ کرے گا۔ مگر حضرت ہیں کہ باہر نکلے اور وضو فرمانے کے لئے بالکل تیار، میرے دماغ نے بھی ایک بوجھ محسوس کیا۔ مگر سوء ادبی کے خیال سے خاموش رہا، آپ تشریف لے گئے، وضو فرمایا اور پلیٹ فارم پر خالق کائنات کی یاد میں مشغول ہو گئے، ادھر ٹرین نے سیٹی دی اور چل پڑی۔ ایسی حالت میں مجھ پر کیا گذری، ان اضطرابوں کو الفاظ کے قالب میں ڈھالنے سے قاصر ہوں انتہائی بے بسی پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھتا رہا اور ورطۂ حیرت میں پڑ کر روح فرسا موجوں کی چوٹ کھاتا رہا، میری قوت فیصلہ نے بھی جواب دیدیا، اگر زنجیر کھینچتا ہوں تو ارباب سفر ہوش و خرد سے بیگانہ تصور کریں گے یہ خیال آتے ہی زنجیر کی طرف بڑھے ہوئے ہاتھ از خود دور ہٹ گئے، ٹرین سگنل پار کر گئی، اور دو میل دور بڑھ کر اپنی بھرپور رفتار میں آگئی، شان قدرت کی غیبی روحانی طاقت نے یک بیک برق رفتار ٹرین میں بریک لگادی گویا ایک قسم کا جمود طاری ہو گیا، جو ٹس سے مس نہ ہو سکا، ڈرائیور نے پوری قوت صرف کردی، ہر ممکن تراکیب استعمال کئے لیکن گاڑی نے آگے بڑھنے کا نام نہ لیا، آخر میں مجبور ہو کر ٹرین واپس لانا پڑا، اب ٹرین پلیٹ فارم پر واپس آگئی اور ٹھیک اسی جگہ ہماری بوگی لگی جہاں پہلے تھی، میں نے دیکھا کہ حضرت تشہد میں بیٹھے ہوئے ہیں ___ ادھر ٹرین کے گارڈ مع ڈرائیور اور دیگر عملہ گاڑی کا معائنہ کر رہے ہیں لیکن نہ گاڑی میں کوئی خرابی نظر آئی نہ لائن میں، جب حضرت نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں سجدۂ نیاز ادا کر کے نماز پوری کر لی تو اپنی مخصوص رفتار سے ٹرین میں تشریف لائے، سارے مسافرین حیرت زدہ ہو گئے اور چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ ٹرین کیوں رکی سبھوں نے ٹرین رکنے کا سبب دریافت کرلیا اور

بے ساختہ پکار اٹھے کہ قربان تیرے، اے بڑھو تو گدڑی میں اتنا قیمتی لعل چھپا ہوا تھا، غیر مسلم ہم سفروں نے یہ کہا کہ یہ تو بابا کی پوجا کا اثر ہے اور دیگر مدح ستائش کے پھول برساتے رہے۔

بلاشبہ یہ حضرت کی ایک کھلی کرامت ہے جس پر میرا ذاتی مشاہدہ ہے میری نگاہوں نے اس قسم کے بے شمار واقعات بذات خود دیکھے ہیں جسے انشاء اللہ مستقبل قریب میں زیب قرطاس کروں گا۔ (حافظ ملت نمبر صفحہ ۲۵)

ولی را ولی می شناسد کی شہادت

حضرت مولانا صوفی عبدالرحمٰن صاحب مصباحی کے جہانگیر گنج کے علاقہ میں تشریف لانے کی خبر ملی جو فراغت کے بعد سے تارک الدنیا ہیں، راقم الحروف ان دنوں الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی فیض آباد میں تدریسی خدمت پر مامور تھا، رفیق درس ہونے کی بنا پر خبر نے ملاقات کا شوق پیدا کر دیا۔ حضرت مولانا محمد زبیر احمد صاحب رضوی مدرس سابق مدرس الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی، استاد دارالعلوم فاروقیہ مدھ نگر کی معیت میں ہم دونوں جہانگیر گنج کے لئے پا بہ رکاب ہو گئے، جہانگیر گنج حاضری ہوئی، حضرت مولانا کوثر صاحب نعیمی سے حلیہ معلوم کرنے کے بعد خوشی ہوئی، ان دونوں کے علماء کرام کے ساتھ اس دیہات کا سفر شروع ہوا جہاں وہ فروکش تھے۔ پہونچنے پر صاحب خانہ سے معلوم ہوا کہ اپنے معمول کے مطابق وہ قبرستان جا چکے ہیں۔ اب قبرستان سے ان کی واپسی دس بجے رات کے بعد ہوگی حضرت موصوف کا معمول زمانۂ طالب علمی میں بھی یہی تھا کہ دوپہر کے وقت اکثر قبرستان آخرت کو یاد کرنے کے لئے جاتے۔

قبرستان کا راستہ معلوم کر کے قبرستان کی طرف روانگی ہو گئی۔ دور سے دیکھا تو خوشیوں کی انتہا نہ رہی کہ وہی ہیں جن سے ملاقات کے لئے یہ صعوبتیں برداشت کی جا رہی ہیں، ابھی ہم لوگ دور ہی تھے کہ حضرت موصوف دونوں

ہاتھوں کے انگوٹھے دونوں کانوں میں اور انگلیوں کو آنکھوں کے اوپر رکھ کر ایک قبر کے پاس بیٹھے اور مراقب ہو گئے، ہم لوگ حاضر ہوئے سلام و کیا گیا، مگر وہ تو عالم روحانیت کے سفر میں تھے ہاتھ لگایا، جھنجھوڑا، متوجہ سے سلام کے بعد قبرستان کی حد سے باہر ہو کر ہم لوگوں کو بیٹھنے کا حکم دیا اور خود بھی بیٹھ کر عارفانہ گفتگو کے درمیان ہم میں سے ایک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے گویا ہوئے وظیفہ کم کیجیے، تصور شیخ کا عمل کیجیے، اسی سے روحانیت کے تمام راہوں کا کشف ہو گا، قلب روشن ہے۔ مگر تصور شیخ نہ ہونے کی وجہ سے قلب سے پردہ کا ازالہ نہ ہو سکا ہے اس کا ازالہ تصور شیخ سے ہو گا۔

دوستانہ انداز میں راقم نے کہا پڑھا پڑھایا جائے یا تصور شیخ کیا جائے تو فرمایا آپ کے استاد حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کیا پڑھتے پڑھاتے نہیں رہے کیا وہ پروگرام نہیں کرتے رہے یہ سب کرتے رہے اس کے باوجود حضور حافظ ملت کا بلند مقام اب تک میں نہیں دیکھ سکا کہ حضرت حافظ ملت ولایت کے روحانیت کے کتنے اونچے مرتبہ پر فائز ہیں۔

خوف الٰہی

حضور حافظ ملت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے سفر و حضر جلوت و خلوت کو دیکھا جائے تو خوف الٰہی کے اثرات آپ کی ذات سے اس طرح آشکارا کہ "اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا" سے نگاہیں محظوظ ہو رہی ہوں، فرماتے جس انسان کے دل میں خدا کا خوف ہو وہ انسان خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا"۔

ایک مرتبہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے ساتھ موضع سکٹھی مبارکپور جانے کا شرف حاصل ہوا، نماز عشاء کے بعد جلسہ گاہ میں رک گیا تھوڑی دیر بعد ایک صاحب نے آکر کہا تم کو حضرت بلا رہے ہیں۔ حاضر ہوا تو فرمایا "بیٹھو کھانا کھالو"، عرض کیا حضور کھانا کھا چکا ہوں۔ اب ایک گلاس دودھ دست کرم سے عنایت کرتے ہوئے فرمایا اسکو پی لو۔ تقریر کے بعد حضرت کسی مریض کو دعا کرنے کیلئے اندر تشریف لے گئے (گویا یہ سارا اہتمام حضرت سے مریض کو دعا کرانے کے لئے تھا) تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی نے خبر دی کہ حضرت تشریف لے گئے، تم جاؤ، میں تیزی کے ساتھ چلا اور میرے پیچھے دو آدمی گیس لے کر تیز قدموں سے چل رہے تھے، حضور حافظ ملت نے جب تین آدمیوں کو دیکھا تو رک کر فرمایا: تم لوگ کہاں جاؤ گے۔ ان دونوں آدمیوں نے عرض کیا حضور ہم لوگ مبارکپور تک پہنچانے چلیں گے۔ چونکہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان محافظ دستہ نہ ساتھ رکھنے کے عادی تھے اور نہ ہی اس کا ذہن تھا۔ اس لئے فرمایا تم لوگ مجھ کو مبارکپور تک پہنچانے چلو گے۔ پھر میں تم کو پہنچانے آؤں اس طرح تو پوری رات ختم ہو جائے گی۔ جاؤ میں چلا جاؤں گا۔ اب ان دونوں نے عرض کیا، حضور کے اس وقت مبارکپور میں دشمن بہت ہیں۔ اس لئے ہم لوگ مبارکپور تک چلیں گے۔ یہ سنتے ہی پر جلال آواز میں

لہ ، فاطر ۲۲ ترجمہ:۔ اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں (کنز الایمان)

فرمایا، تم لوگ مجھ کو تنہا سمجھ رہے ہو میرے ساتھ وہ طاقت ہے جس کا مقابلہ پوری دنیا نہیں کرسکتی۔ "وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ" خدا کا ارشاد ہے پھر ڈر کس کا۔ آخر کار ان لوگوں کو واپس جانا پڑا۔

حضرت حافظ ملت عادت کے مطابق قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے چلتے رہے اور راقم راستہ میں سوچتا رہا۔ کاش حضرت راستہ تبدیل کر دیتے مگر دشمنوں کے مدرسہ کے سامنے سے ہوتے ہوئے گذرے۔ اشرفیہ کے گیٹ پر پہونچ کر رک گئے اور فرمایا گیٹ کھلوا کر اندر جاؤ۔ عرض کیا حضور میں قیام گاہ تک چلوں گا۔ فرمایا اندر جاؤ میں چلا جاؤں گا۔

سکٹھی سے مبارک پور تک دو بجے رات کو آنا مگر کسی دشمن کا سامنے آنا تو درکنار پورے راستہ میں کہیں کسی کتے نے بھی آواز نہیں کیا جبکہ راستہ کتوں سے خالی نہیں تھا۔

وقت فجر اور نیند

میلاد شریف کے ایک جلسہ میں نماز کی اہمیت اور فرضیت کا بیان کرتے ہوئے فجر کے وقت نیند نہ کھلنے کے عمومی عذر کو پیش کر کے فرمایا، "بتاؤ ایسا انسان جو کئی راتوں کا جگا ہو، تھکا ہارا ہو کسی اچھے کمرہ میں اس کے لئے اچھے سے اچھا آرام دہ بستر لگا دو اور ہر طرح کے آرام کا سامان مہیا کر دو اب اس تھکے ہارے انسان سے اس کمرے میں سونے کیلئے کہدو اور ساتھ میں یہ بھی کہدو، اس کمرہ میں ایک سانپ رہتا ہے۔ تو بتاؤ اس تھکے ماندے اور کئی راتوں کے جگے ہوئے انسان کو اس آرام دہ کمرہ میں نیند آئے گی؟ مجمع میں سے کسی نے کہا نہیں۔ تو فرمایا کیوں نیند نہیں آئے گی اسی لئے تو کہ اس انسان کے دل میں سانپ کا ڈر سما گیا سانپ کا خوف پیدا ہو گیا، تو اب اس کی نیند غائب ہو گئی، جب سانپ کے خوف سے نیند اڑ سکتی ہے تو خدا کا خوف دل میں ہو اور نماز کے وقت نیند آجائے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

لہ "حدید" ترجمہ:۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں ہو (کنز الایمان)

شب بیداری اور نماز فجر

میلاد شریف کے چھوٹے جلسوں کا ذکر کیا جسے جلسوں اور کانفرنسوں میں حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نہ بعد مغرب سوتے اور بعد عشاء جلسہ سے پہلے بھی اکثر آرام نہیں فرماتے لنقضائے جلسہ پر قیام گاہ تشریف لاتے۔ مگر معتقدین حصول برکت کے لئے قیام گاہ پر بھی پہنچ جاتے۔ معتقدین کی واپسی کے بعد تہجد وغیرہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد آرام کرنے کے لئے لیٹ جاتے اور فجر کے وقت مسجد میں موجود رہتے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان مراد آباد کے ایک جلسہ میں شریک ہوئے شرکاء جلسہ کے ساتھ اختتام جلسہ تک جلسہ گاہ میں موجود رہے، قیام و سلام کے بعد معمولات کی ادائیگی اور پھر آرام کے بعد فجر کے وقت جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے لئے مسجد تشریف لے گئے۔

جلسوں میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کا معمول جو دیکھا بھی ہے اور سنا بھی ہے کہ جلسہ گاہ میں اسٹیج پر بیٹھے بیٹھے ایک اونگھ ضرور لے لیتے یہ اس لئے تھا کہ نماز عشاء کے بعد رات کی نمازوں کا تہجد ہونے کے لئے بعد عشاء کم از کم ایک بار اونگھ آجانا ضروری ہے۔ (بروایت قاری عبدالحکیم صاحب)

مبارکپور میں الجامعۃ الاشرفیہ کے چندہ کا سلسلہ کئی ماہ تک جاری رہا، نماز عشاء کے بعد چندہ کیلئے جانا رات کو لگ بھگ دو بجے واپس آنا اس کے بعد معمولات کی ادائیگی پھر بھی آرام کے بعد برابر فجر کے وقت مسجد میں موجود رہتے جبکہ دن میں کو دوپہر کو کھانے کے بعد صرف قیلولہ فرماتے نہ کہ لیلولہ۔ دوپہر میں کسی کو سوتا دیکھتے تو فرماتے وہ یہ قیلولہ کہاں رہا یہ تو لیلولہ ہو گیا۔

سفر اور وقت نماز

وقت پر نماز کی ادائیگی حضر میں تو آسان ہے، مگر سفر میں وقت نماز میں نماز پڑھنا آج کے دور میں انتہائی مشکل امر ہے۔ مگر حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان سفر میں بھی نماز کا وقت ہو جانے کے

جن میں اسٹیشن پر بھی ہوتے وہیں نماز کی ادائیگی میں مصروف ہو جاتے ٹرین چھوٹنے کا خیال ہوتا کسی اور پریشانی کا وہم یہ اور بات ہے کہ ٹرین نے کبھی حافظ ملت کو نہیں چھوڑا منزل پر پہنچنے کے بعد نہ تکان کا احساس فرماتے اور نہ کبھی مسجد سے غیر حاضری ہوتی بلکہ ہر وقت قیام نماز باجماعت کی پابندی فرماتے۔

جمشید پور میں ایک بار ۱۴ شعبان کو دن میں دس بجے مدرسہ فیض العلوم پہنچ گئے ملاقاتیوں کی آمد و رفت اور چائے وغیرہ نے کافی ٹائم لے لیا ناشتہ ہی دوپہر کا مختصر کھانا ہو گیا۔ کئی دنوں سے سفر میں تھے اس لئے گیارہ بجے کے بعد آرام کے لئے حکم دینے کے ساتھ نماز ظہر سے پہلے جگا دینے کا حکم بھی فرمایا۔ میں نے ذمہ داری محسوس کرنے والے دو طالب علموں کو بلا کر کہہ دیا کہ حضرت کو پونے ایک بجے جگا دینا۔ میری نگاہ خود بھی بار بار گھڑی پر جاتی رہی۔ پونے ایک بجے خود ہی حضرت کی آرام گاہ میں دبے قدموں چارپائی کے پاس پہنچا ہی تھا کہ سر سے چادر اٹھا کر نیند سے بیدار ہونے کے بعد کی دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ[1] پڑھتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گئے۔

---

[1] بخاری شریف؛ ترجمہ:۔ تمام تعریف اس اللہ کیلئے جس نے ہمیں زندگی دی ہم کو موت دینے کے بعد اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

پابندی سنت

فرائض و واجبات کی ادائیگی اور منہیات سے پرہیز کرنا تو حکم الٰہی کی بجاآوری ہے۔ مگر سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر عمل تو رضا رسول اور رضا مولیٰ سے سرفرازی کا سبب ہے۔ اسی لئے عرفا اور صالحین زندگی کے لمحات کو سنت نبوی اور طریق رسول کے مطابق گذارنے میں زندگی کی معراج تصور کرتے ہیں۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان اس سلسلۃ الذہب کی ایک ایسی کڑی ہیں جن کی زندگی پاک کے ہر گوشے میں سنت نبوی کا جلوہ بکمال و تمام نظر آتا ہے۔

حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے حضور حافظ ملت کے کسی عمل کو دیکھنے کے بعد اس کے سنت ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔

الجامعۃ الاشرفیہ اور حافظ ملت

حضور حافظ ملت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی زندگی کا نصب العین صرف الجامعۃ الاشرفیہ تھا۔ مدرسہ اشرفیہ کو دارالعلوم اشرفیہ اور دارالعلوم اشرفیہ کو الجامعۃ الاشرفیہ تک پہنچانے میں صبر آزما منزلوں سے گذرتے ہوئے کتنی کٹھنائیوں کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔ اسے تو حافظ ملت ہی بتا سکتے ہیں۔ ہم تو الجامعۃ الاشرفیہ کی فلک بوس عمارت دیکھ رہے ہیں۔

حضرت حافظ ملت کی الجامعۃ الاشرفیہ سے متعلق اور تمناؤں کے ساتھ اس کے بقا و دوام کی آرزو سرفہرست رہی۔ ایسی صورت میں جامعہ کے بقا اور دوام کے لئے سنت صدیقی پر عمل پیرا ہو کر کسی صالح ذہن اور بہی خواہ اشرفیہ کو اپنے بعد کیلئے سربراہ متعین کر دینا نہ خلاف عقل ہوتا اور نہ ماحول اس کی مخالفت کرتا۔ مگر حضور حافظ ملت نے اس باب میں بھی سنت نبوی کو اپنا معمول بنایا کہ سرکار ابد قرار

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خلیفہ کا انتخاب رائے عامہ پر چھوڑ دیا تھا۔

حضرت حافظ ملت کے سنت نبوی پر عمل کے دور رس نتائج آج ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں کہ اشرفیہ ایک ایسے سربراہ کے ظلِ عاطفت میں چل رہا ہے کہ جسے نہ نام و نمود سے کوئی لگاؤ ہے اور نہ حرص و آز نے انھیں اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ اگر کچھ ہے تو اشرفیہ کے ترقی و بقا کی فکر اور حافظ ملت کی قوم کے نام چھوڑی ہوئی امانت کے تحفظ کی لگن۔ جنھیں آج دنیا شہزادۂ حافظ ملت، عزیز ملت حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ جو اشرفیہ کی سربراہی کے روز اول سے بے لوث مخلصانہ اور بغیر ایک پیسہ تنخواہ لئے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ خدائے قدیر ان کی عمر میں بے شمار برکتیں عطا فرمائے۔ آمین بحرمۃ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

ضیافت اور عمل بالسنۃ

گرمیوں کے موسم میں ایک بار دوپہر کے بعد حکم ہوا اور ساتھ چل پڑا، حکومت ہند کے قانون کے مطابق حضرت بائیں جانب سے چل رہے تھے مگر خادم راستہ کے نقوش قدم کو روندتے ہوئے چلنا پسند نہیں کرتا رہا اس لئے دائیں جانب اتنا فاصلہ پر چل رہا تھا کہ جسم پاک کا سایہ وہاں تک نہ پہونچ سکے۔ میری اس کیفیت کو دیکھ کر فرمایا۔ حکومت کا قانون بائیں طرف سے چلنے کا ہے۔ اب کچھ پیچھے ہو کر چلنے لگا۔ داعی کے گھر تشریف فرما ہوتے ہی ضیافت کے انتظام کو محسوس کر لیا تو فرمایا "پہلے وہ کام جس کے لئے آیا ہوں چائے وغیرہ بعد میں"۔ واپسی کے بعد کتاب و درسگاہ کی مصروفیات کے ساتھ ذہن کے نہاں خانے میں "پہلے وہ کام جس کیلئے آیا ہوں چائے وغیرہ بعد میں" موجود تھا۔ بخاری شریف یا مسلم شریف میں مندرجہ ذیل حدیث شریف پڑھا تو سمجھ میں آیا کہ حضور حافظ ملت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کا فرمان "پہلے وہ کام جس کے لئے آیا ہوں چائے وغیرہ بعد میں"۔۔۔ رسول پاک کی سنت پہ عمل تھا۔

صحابی رسول حضرت عتبان ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری خواہش ہے کہ سرکار غریب خانہ پر تشریف فرما ہو کر گھر کے کسی حصہ میں نماز ادا فرما دیں تو میں اس جگہ کو اپنے نماز پڑھنے کی جگہ بنالوں اللہ کے رسول نے منظور فرمایا تشریف لے گئے اور حضرت عتبان کے گھر میں پہلے نماز ادا فرمایا اس کے بعد صحابہ کرام کے ساتھ ماحضر تناول فرمایا۔

ولہان اور وضو

فیض العلوم جمشید پور میں نماز ظہر کے وقت وضو کے لئے راقم نے ایک بڑے لوٹے میں پانی رکھا پھر خیال ہوا کہ شاید پانی وضو میں کم پڑ جائے تو دوسرے لوٹے میں پانی لاکر رکھ دیا یہ دیکھ کر فرمایا "مجھ پر ولہان نہیں سوار ہے یہ لوٹا ایک مد کے برابر ہے اور میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وضو ایک مد پانی میں ہو جاتا تھا تو میرا وضو ایک مد پانی میں کیوں نہیں ہوگا۔"

توضیح:۔ ولہان ایک شیطان کا نام ہے جو وضو کرنے والوں کو وسوسہ دلاتا رہتا ہے یہاں خشک رہ گیا۔ وہاں تر نہیں ہوا پانی اور چاہئے وغیرہ وغیرہ۔

جوتا پیر کا پابند

اکثر لوگوں کے پیر جوتے کی پابندی کرتے ہیں، داہنے پیر کا جوتا داہنے ہی پیر میں پہن سکتے ہیں اور بائیں پیر کا جوتا بائیں پیر ہی میں پہن سکتے ہیں مگر حضور حافظ ملت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا اپنے جوتے میں یہ لحاظ فرماتے رہے کہ سنت کے مطابق ہو۔

ایک مرتبہ ہم لوگ آخری گھنٹی پڑھ کر نکلے چونکہ حضرت کو بھی اسی وقت قیام گاہ کے لئے جانا تھا اس لئے محب محترم مولانا عبد الرحمن صاحب نے حضرت کے جوتوں کو سیدھا کرنا چاہا تو دائیں کا بائیں اور بائیں کا دائیں کرنے لگے اتنے میں حضرت بھی قیام گاہ جانے کے لئے نکلے جوتوں کے سیدھا کرنے کی یہ کیفیت دیکھ کر چوکھٹ کے اندر ہی کھڑے ہو کر فرمایا۔

لہ مسلم شریف جلد اول صفحہ ۲۳۳

"یہ ایسا جوتا نہیں پہنتا جس کی پابندی پیر کو کرنی پڑے"

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعلین مبارک کا نقشہ مستوجبہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا دیکھ کر سمجھ میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعلین مبارک ایسے ہی تھے کہ جن کو جس قدم شریف چاہیں پہن لیں۔

ثبات قدمی اور سنت نبوی

محمد آباد یا خیر آباد کے ایک جلسہ میں علما اسٹیج پر پہنچ چکے تھے جلسہ کامیابی کے ساتھ ابتدائی منزلیں طے کر کے تقریر کے مرحلہ میں داخل ہو چکا تھا اتنے میں وہابیوں نے شور و غوغا مچانا شروع کر دیا۔ اینٹ پتھر بھی پھینکے گئے، عوام میں بھگدڑ مچ گئی۔ علما بھی اسٹیج چھوڑ چکے تھے مگر حضور حافظ ملت ہیں کہ ان پر کوئی اثر ہی نہیں۔ اپنی جگہ چھڑی پر ہاتھ رکھ کر متانت و سنجیدگی کے ساتھ بیٹھے ہی رہے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ پورا مجمع پھر اکٹھا ہو گیا۔ علما اسٹیج پر واپس آ گئے۔ اور پھر کامیاب تقریریں ہوئیں۔

اس مقام پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ حافظ ملت کی یہ ثبات قدمی ان کی بہادری کی علامت ہے۔ مگر نہیں یہ بہادری نہیں تھی بلکہ یہ ثبات قدمی سنت نبوی کی پابندی کا اثر تھا۔ جیسا کہ جنگ احد کے موقع پر بعض منافقین کی چال بازی سے مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی تھی۔ مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میدان احد میں ثابت قدم رہے اور اسی ثبات قدمی نے مسلمانوں کو فتح و نصرت سے سرفراز فرمایا۔

قرآن سے عشق

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان حفظ قرآن اور کچھ فارسی کی تعلیم کے بعد
گاؤں کے مکتب کی مدرسی اور فرائض امامت کی ادائیگی کے ساتھ گھر کا کام اپنے پڑوسیوں
سے زیادہ کرلیا کرتے رہے، اس کے باوجود روزانہ ایک ختم قرآن کریم کا معمول بھی تھا
ذمہ داریوں کی ادائیگی کے ساتھ یومیہ ختم قرآن کا یہ سلسلہ مکمل پانچ سال تک چلتا رہا،
تا عمر ختم قرآن کی کوئی روایت راقم کے علم میں نہیں ہے تاہم اتنا جانتا ہوں کہ حضور حافظ ملت
کے والد گرامی حافظ غلام نور علیہ الرحمۃ والرضوان کا معمول یومیہ ایک ختم قرآن کا تھا اور اسی
گود کے پروردہ حضور حافظ ملت بھی تھے۔

حضرت مولانا مبین الہدیٰ صاحب گیاوی نے جو حافظ قرآن بھی ہیں بیان کیا کہ
ایک بار کلکتہ سے حضور حافظ ملت کے ساتھ سفر کر رہا تھا، شاہ گنج پہنچے تو فرمایا
مبین تم نے کتنے پارے کی تلاوت کی ہے، خاموشی دیکھ کر فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
کلکتہ سے ٹرین چلی تھی تو شروع کیا تھا اور یہاں شاہ گنج میں ختم ہوگیا۔

خود راقم شعبان ۱۳۹۵ھ ستمبر ۱۹۷۵ء میں جمشید پور سے حضرت کے ساتھ
سفر میں تھا، نماز عشاء کے بعد تھوڑی دیر آرام فرمایا پھر تہجد کی ادائیگی میں مصروف
ہوگئے اس کے بعد پوری رات سیٹ پر بیٹھ کر قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہے
کثرت تلاوت کا یہ عالم کہ زبان سے کچھ بولنے اور سونے کے علاوہ تمام اوقات میں
قرآن کریم کی تلاوت کا معمول تھا۔

شوال ۱۳۹۵ھ یا اس کے کچھ بعد بلرامپور تشریف لیجا نے پر محلہ بلوہا کے ایک
صاحب نے حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی دعوت کی، حضرت قاری
عبدالحکیم صاحب قبلہ کو ساتھ چلنے کا حکم ہوا، ان دنوں حضرت قاری صاحب قبلہ

اوار القرآن بلرامپور میں مدرس تھے، رکشہ آگے بڑھا راستہ میں مختلف نصیحتوں کے ساتھ حضور حافظ ملت نے تحدیث نعمت کے طور پر ارشاد فرمایا جس میں عمل کی بھی ترغیب ہے۔

قاری صاحب اس عمر میں لوگوں کو نسیان ہو جاتا ہے لیکن الحمد للہ! اس عمر میں بھی مجھے قرآن سے متعلق کوئی نسیان نہیں ہے"۔

(بروایت حضرت قاری عبد الحکیم صاحب)

عمر کے اخیر حصہ میں قرآنی یادداشت سے متعلق نسیان کا نہ ہونا کثرت تلاوت ہی کا ثمرہ ہو سکتا ہے جس کی ترغیب حضرت قاری عبد الحکیم صاحب قبلہ کو دی گئی۔

قرآن شریف کا دیکھنا بھی ثواب

مدرسہ فیض العلوم جمشید پور میں نماز عصر کے بعد فرمایا قرآن شریف لے آؤ، قرآن شریف لے کر حاضر ہوا تو فرمایا۔ بحمدہ تعالیٰ قرآن شریف مجھ کو ایسا یاد ہے جیسے اور لوگوں کو سورۂ فاتحہ یاد ہے۔ مگر وقت ملنے پر دیکھ کر پڑھتا ہوں اس لئے کہ پڑھنے کا ثواب الگ ہے اور قرآن شریف کو دیکھنے کا ثواب الگ۔

تلاوت قرآن کا ادب

ایک جلسہ میں راقم نے دیکھا کہ حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان اول وقت میں جلسہ گاہ کے لئے نکلے راقم کے ساتھ چند لوگ پیچھے چل رہے تھے، ابھی ایک گلی میں تھے کہ اسٹیج سے قرآن کریم کے تلاوت کی آواز اعوذ باللہ، شروع ہوئی۔ یہ آواز سنتے ہی حضرت حافظ ملت کے قدم رک گئے، جب قاری نے قرأت ختم کر لی اس کے بعد آگے بڑھے۔

کسی قاری کی قرأت کے وقت قرآن کریم کا حکم سماع قرآن اور خاموش رہنے کا ہے۔ گویا حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے نزدیک کسی قاری کی قرأت قرآن کے وقت زبان کو روک کر کان کو سماع کی طرف متوجہ رکھنے کے ساتھ اعضاء وجوارح کو بھی اپنے اپنے عمل سے روک لینا ضروری تھا۔

رعب و دبدبہ

یہ واقعہ ہے کہ انسان کا قلب جب خوف الٰہی سے معمور ہو جاتا ہے تو کائنات کی کسی ڈراونی شیٔ سے نہ تو ڈرتا ہے اور نہ خوف کھاتا ہے، بلکہ کائنات کی ہر شیٔ اس انسان سے خائف و ترساں رہا کرتی ہے، حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات گرامی اس باب میں بھی درجہ کمال پر نظر آتی ہے۔

بانسی ضلع سدھارتھ نگر کا واقعہ

بانسی ضلع سدھارتھ نگر کے رہنے والے محمد شفیع نامی ایک شخص حضرت حافظ ملت کے مرید تھے۔ براؤں کے ایک جلسہ میں حضرت سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اور میلاد شریف کی دعوت بھی خدمت میں عرض کیا منظوری مل گئی اور حضرت تشریف لے گئے چونکہ تنہا محمد شفیع صاحب پورے محلہ میں سنی تھے اس لئے تقریر سننے والوں میں اکثر دیوبندی ہی تھے۔ حضرت کا بیان شروع ہو کر ختم بھی ہوا۔ مگر تقریر کے کسی حصہ پر کچھ کہنے کا کسی کو موقع نہ مل سکا جبکہ سب کے سب بدنیتی کیساتھ آئے تھے۔ تقریر کے بعد حضرت کی قیام گاہ پر مجمع سا لگ گیا، اکثر کے ہاتھوں میں لاٹھی اور بعض کے ہاتھوں میں دوسرے ہتھیار بھی تھے۔ ان میں سے ایک شخص نے حضرت حافظ ملت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ حضرت حافظ ملت نے اپنے انداز کے نرم لہجہ میں فرمایا جو خیال ہے "ہے"، مجمع سے پھر وہی آواز آئی۔ حضرت نے دوبارہ پھر اپنا وہی جواب دہرا دیا جو خیال ہے "ہے"، اب ایک شخص نے انداز بدلتے ہوئے کہا آپ صاف صاف اپنا خیال کیوں نہیں ظاہر کرتے۔ اب حضرت حافظ ملت نے اپنی گرجدار آواز میں فرمایا جب پوچھتے ہی ہو تو لو سنو اپنے کفریات اور شان رسالت میں گستاخی کی وجہ سے کافر تھا۔ مرتد تھا۔ اور کیا تھا۔ اس کے بعد

کسی کو کچھ کہنے کی ہمت نہیں ہوئی اور سب کے سب الٹے قدم واپس چلے گئے۔
محمد شفیع صاحب نے بیان کیا کہ ان سبھوں کی نیت خراب تھی میں تو گھبرایا ہوا تھا اور عزم بھی کر چکا تھا کہ جان دیدوں گا مگر حضرت کی ذات پر آنچ تک نہ آنے دوں گا۔

(بروایت قاری عبدالحکیم صاحب)

نماز اور دشمنوں کا گھراؤ

مولانا حکیم محمد نعیم الدین صاحب برادر حضرت مولانا بدر الدین صاحب علیہ الرحمۃ گورکھپوری بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان مراد آباد سے تشریف لا رہے تھے ایک اسٹیشن پر نماز کے وقت اتر کر وضو کے لئے نل کے پاس جا رہے تھے۔ غیر مسلموں نے ایک مسلمان کو دیکھا تو اپنے اپنے ہاتھوں میں ہتھیار لئے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ وہ ایام ایسے ہی تھے جس میں مسلمان کاٹے اور مارے جا رہے تھے۔ جب حضرت کے قریب پہنچے تو اپنی گرجداری آواز میں فرمایا "خبردار قریب نہ آنا ورنہ خیر نہیں" یہ سنتے ہی سب کے سب پیچھے ہٹنے لگے۔ حضرت حافظ ملت نے اطمینان کے ساتھ وضو فرما کر مصلیٰ بچھایا اور اپنے رب کی عبادت میں مصروف ہو گئے اور کسی غیر مسلم کی ہمت نہ ہوئی کہ دوبارہ ادھر کا رخ کر سکے۔

(بروایت قاری عبدالحکیم صاحب)

ہولی اور حافظ ملت کا گذر

ایک بار ہولی کے موقع پر اشرفیہ کے تعلیمی ایام چل رہے تھے۔ حضور حافظ ملت اس دن صبح دارالعلوم تشریف لائے اور درس دیا گیارہ بجے قیام گاہ تشریف لے گئے دوسرے وقت مدرسہ آنے کا وہی ٹائم تھا جو مدرسہ کے قریب ایجنٹی پر ہولی کھیلنے والوں کا وقت تھا۔ بڑے طلبہ کے ذہنوں میں یہ بات گردش کر رہی تھی کہ حضرت سے دوسرے وقت نہ آنے کے لئے عرض کیا جائے تو وجہ بتانا ہوگا پھر روکنے کی کوئی صورت نہ ہو سکے گی اسی کش مکش میں وہ وقت بھی آگیا کہ ہولی کھیلنے والے ایجنٹی پر پہنچکر ہولیانہ پیکر بن گئے اور اسی وقت حضرت حافظ ملت پورب سے آتے دکھائی پڑے، اب تو یہ تھا کہ

اگر حضرت کے اوپر رنگ پڑ گیا تو کیا ہوگا۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان عادۃً کے مطابق قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے نظریں نیچے جھکائے چلے آرہے تھے جیسے ہی ہولی کھیلنے والوں کی نگاہیں حافظ ملت پر پڑیں سب کے سب یک لخت کنارے ہو گئے۔ ایجنسی پر سناٹا سا چھا گیا۔ حضرت حافظ ملت کے گذر جانے کے بعد وہ لوگ اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔

جنوں پر حکومت

حضرت قاری عبد الحکیم صاحب قبلہ گونڈوی نے بیان فرمایا کہ ایک صاحب کسی جنات زدہ کے لئے حضرت کی بارگاہ سے لوبان اور تعویذ لے گئے، ترکیب پوری کرنے کے بعد دوبارہ حاضر ہوکر عرض گذار ہوئے، حضور ابھی جنات نے چھوڑا نہیں، یہ سنکر فرمایا جاؤ "اب آئے تو اس سے کہدینا عبد العزیز نے کہا ہے بھلائی اسی میں ہے کہ چلے جاؤ" حکم پاکر وہ صاحب چلے گئے جب وہ جن سوار ہوا تو انھوں نے حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کا جملہ دہرا دیا۔ اس جملہ کو سنتے ہی وہ جن چلا گیا پھر کبھی نہیں آیا۔

جنوں کی شرارت اور حکم حافظ ملت

مدارس میں تو جن رہتے ہی ہیں اور اشرفیہ میں تو جن بشکل انسان پڑھتے بھی رہے۔

دور طالب علمی میں مختار احمد نامی ایک طالب علم نے راقم سے بیان کیا کہ آج تین دن سے بارہ بجے رات کے بعد آنگن میں بڑی ڈراونی آواز ہوتی ہے چلو حضرت سے ذکر کیا جائے، چونکہ یہ آواز میرے سننے میں کسی دن نہیں آئی اس لئے اس کمرہ کے دیر تک جگنے والے دوسرے طلبہ سے تصدیق کرنے کے بعد حضرت کی بارگاہ میں مولوی مختار احمد کے ساتھ راقم نے حاضر ہوکر عرض کیا حضور مولوی مختار کہہ رہے ہیں کہ آج تین دن سے رات کو بارہ بجے کے بعد آنگن میں بڑی ڈراونی آواز ہوتی ہے دیر تک کتب بینی کرنے والے طلبہ اس سے سہمے ہوئے ہیں۔

فرمایا شرارت ہے جاؤ اب یہ آواز نہیں آئے گی۔ مولوی مختار نے بتایا کہ اس کے بعد سے وہ آواز نہیں آئی۔

جن اور تعویذ حافظ ملت

حسین آباد مبارک پور کے رہنے والے احسان احمد نامی ایک طالب علم میرے کمرے میں رہتے رہے اچانک بارہ بجے رات کے بعد ایک روز بیہوش ہو گئے۔ اس وقت مولوی عبد الحمید رونا پڑی بھی میرے ساتھ جگ رہے تھے بیہوشی کے بعد آواز آئی " میں بجلی سرور شہید ہوں " چونکہ میں بڑہل گنج کا رہنے والا تھا۔ بڑہل گنج میں ایک شہید کا مزار بجلی سرور کے نام سے زیارت گاہ خواص وعام ہے۔ کچھ ماضی کے حالات پوچھا تو میرے سوال سے کہیں زیادہ انکشاف کیا جن کا علم مجھے والد مرحوم کی زبانی ہو چکا تھا، بیہوشی کا یہ سلسلہ کئی روز تک رہا۔ ایک دن بیہوشی کے عالم میں پوچھا گیا فلاں جگہ ایک لڑکی ہے (جو مولوی احسان کے رشتہ میں تھی) اس پر کیا اثر ہے۔ بہت سارے جھاڑ پھونک کرنے والے آئے مگر وہ چھوڑتا نہیں ہے۔ اس سوال کا جواب بیہوشی کے عالم ہی میں دیا، وہ ایک جن ہے جو بہت بڑا عامل ہے اس کو چھوڑانے کی کسی جھاڑ پھونک کرنے والے میں طاقت نہیں ہے، حضور حافظ ملت قبلہ کے دست پاک کا لکھا ہوا ایک تعویذ اس کے گلے میں ڈال دو وہ چلا جائے گا۔

حضرت حافظ ملت سے ایک تعویذ لے کر بھیجدیا گیا اس تعویذ کے پہننے کے بعد پھر وہ جن کبھی نہیں آیا۔

واضح رہے کہ شہداء کرام، اولیاء عظام، شیاطین اور جنوں کی طرح کسی کو پریشان نہیں کرتے ہیں۔ اور نہ ہی کسی انسان کو اپنی سواری بناتے ہیں۔ بلکہ وہ کوئی جن ہی تھا جس نے اپنے کو بجلی سرور شہید بتایا تھا۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات سے نہ معلوم کتنے پریشان حال آسیب زدہ اور جن زدہ اور مایوس العلاج لوگوں کو شفا ملی تاہم حضور حافظ ملت جھاڑ پھونک کرنے والے کوئی علاجی نہیں تھے، صرف خدمت خلق کی نیت سے

ہر آنے والے کی حاجت روائی فرماتے رہے۔ آنے والے بھی اتنے ہوتے کہ کوئی اور ہوتا تو گھبرا کر بائیں رکھ دیتا یا ڈانٹ پھٹکار کر بھگا دیتا۔ مگر حضرت حافظ ملت کی ذات تھی کہ تادم آخر کسی کو مایوس نہیں فرمایا۔ حد تو یہ ہے کہ زیارت حرمین طیبین کے موقع پر سوا لاکھ پینے کا تعویذ لکھ کر مدرسین کے حوالہ فرما دیا تھا۔ تاکہ کوئی آنے والا محروم واپس نہ جائے۔

حضرت قاری عبد الحکیم صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ حضرت نے مجھے ہزاروں تعویذ اپنی غیر موجودگی میں تقسیم کرنے کے لئے عنایت فرمایا تھا۔[1]

---

[1] ارباب تصوف نے ولی کی علامت ایک یہ بھی بتائی ہے کہ خلق کی حاجت روائی میں حتی الامکان تاخیر نہ کرے۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان اس معیار پر بھی ولی تھے کہ حتی الامکان کسی آنے والے کو ٹالتے نہیں البتہ درس یا نماز وغیرہ ضروریات کے وقت اسی قدر توقف فرماتے پھر آنے والے ضرورت مند کی حاجت روائی میں عجلت کرتے۔ (نعمانی)

عزائم کی تکمیل میں موانعات حائل نہیں

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان عزم وارادہ کے ایسے جبل مستقیم تھے کہ جس مقصد کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا اس پر اتنی سختی کے ساتھ کاربند رہے کہ پیش آمدہ موانع کے ہجوم میں بھی اپنے نصب العین میں ذرہ برابر کمی نہیں آنے دیا۔

میعادی بخار میں سبق نہیں چھوٹا

تعطیل مدرسہ یا رخصت لینے کے بعد طلبہ کے غیر حاضری کی ریت تعلیم کے لئے سخت مضر ہے۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان ہر حال میں سبق کی حاضری میں کوشش کرنے کا ذہن بنانے کے لئے طلبہ کے سامنے اپنے حالات کا ذکر فرماتے تاکہ طلبہ اس سے نصیحت حاصل کریں۔ اس سلسلہ میں ایک بار ارشاد فرمایا دارالخیر اجمیر شریف میں شاہجہانی مسجد کی امامت بھی میرے ذمہ تھی۔ انہیں ایام میں ایک مرتبہ بائیس روز کا میعادی بخار ہوا۔ مگر اس بائیس دن کے اندر ایک سبق بھی نہیں چھوٹا۔ پڑھنے کی گھنٹی کے قریب کمبل اوڑھتا اور کتاب لیکر مدرسہ پہنچ جاتا، سبق پورا ہونے کے بعد مسجد واپس آکر پڑھا ہوا سبق دیکھتا۔ پھر پڑھنے کی گھنٹی قریب ہوتی کمبل اوڑھ کر مدرسہ پہنچ جاتا، بخار کی حالت میں اسی طرح بائیس روز تک مدرسہ آتا جاتا رہا۔ الحمد للہ ایک سبق بھی نہیں چھوٹا۔

آج کے دور میں مدارس اہلسنت کے طلبہ کو حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے اس عمل سے عبرت لینی چاہیے اور اپنے مقصد کو سامنے رکھ کر لغویات وخرافات سے بچ کر اپنے قیمتی اوقات کو حصول علم کی کوشش میں صرف کرنا چاہیے۔

دردِ گردہ اور تدریس

سخت سے سخت جسمانی تکلیف میں بھی حضرت حافظ ملت کو طلبہ کے تعلیم کا نقصان گوارہ نہیں تھا۔ حضرت قاری عبدالحکیم صاحب قبلہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب گھہٹروی کی روایت سے بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کو درد گردہ کی شکایت ہو گئی۔ مگر ان ایام میں بھی کبھی درسگاہ سے رخصت نہیں لیا بلکہ ان ایام میں بھی برابر مدرسہ تشریف لاتے اور باقاعدہ اہم کتابیں پڑھاتے۔ راقم کے علم میں درد گردہ کے ایام میں درسگاہی کیفیت یوں آئی کہ کبھی درسگاہ میں درد تیز ہو جاتا تو تکیہ گردہ کے اوپر رکھ کر دبا لیتے۔ مگر پڑھانا موقوف نہیں فرماتے۔

راقم الحروف کے دور طالب علمی میں اشرفیہ کے مشاہیر ابنائے قدیم حضور حافظ ملت کی بارگاہ عالی میں شرف ملاقات سے باریاب ہونے کے لئے آتے رہتے رہے۔ ایک مرتبہ ایک مؤقر شخصیت حاضر بارگاہ ہوئی اور حضور حافظ ملت کی نقاہت اور معروفیات کثیرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے عرض گذار ہوئے۔ حضور اب پڑھانا بند کر دیا جائے صرف بخاری شریف کا درس تبرکاً جاری رکھا جائے۔ اس عرض کے جواب میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمایا۔ آپ کہتے ہیں کہ پڑھانا بند کر دوں اور میری تمنا یہ ہے کہ کتاب سامنے ہو اور درس دے رہا ہوں اور اسی حالت میں روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے۔

استطلاق بطن اور تدریس

راقم کے زمانہ طالب علمی میں ایک بار گرمی کے موسم میں قیام گاہ تشریف لے جانے کے بعد استطلاق بطن کی شکایت تیز ہو گئی، رات کا اکثر حصہ اسی میں گذرا صبح تک بحمدہ تعالیٰ افاقہ ہو گیا۔ مگر انتہا درجہ کی کمزوری اور نقاہت کے باوجود دار العلوم تشریف لائے اور متعلقہ کتابوں کو اسی طرح پڑھایا جسطرح صحت کے ایام میں پڑھاتے رہے۔

معاصرانہ چشمک

عصری چشمک کہ ایک ہم عصر اپنے ہم عصر کی فضیلت کا اعتراف کرلے اگر ایسا نہیں تو کم یاب بہرحال ہے، عصری چشمک کے اس سکہ رائج الوقت کے چنگل سے نکلنا کچھ انہیں لوگوں کے بس کا کام ہے جنکی اپنی نہ کوئی خواہش ہو اور نہ کوئی آرزو بلکہ ان کی تمام تر خواہشات مرضی الٰہی اور مرضی رسول کے تابع ہوں اور بس۔ انسان جب کبر و نخوت کے مرض کا شکار ہو جاتا ہے تو نہ بڑوں کا احترام باقی رہ جاتا ہے نہ چھوٹوں پر شفقت کا ذہن۔

بڑوں کا احترام اور خوردہ نوازی

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کو اس خصوص میں دیکھا جائے تو آپ کی شخصیت نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔ بڑوں کے ذکر وقت عادت کے مطابق باادب نشست کے ساتھ زبان و دماغ اس طرح باادب ہو جاتے گویا صاحب تذکرہ بزرگ کے روبرو بیٹھے ہوں۔ اور خوردہ نوازی کا جوہر تو اس کمال پر تھا کہ سننے والوں کے دل و دماغ میں اس کا احترام بیٹھ جائے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر واقعی اور غیر واقعی امور سے خوردہ نوازی کیا کرتے رہے۔ بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان۔ "اُنْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ" [1] کے مطابق حاضرین کو یہ ذہن دیتے کہ انسان کو اس کی خوبیوں سے دیکھا جاتا ہے۔ خوردہ نوازی میں انہیں خوبیوں کا ذکر فرماتے جو واقعی اس شخص کے اندر ہوں۔ غیر مستحسن امور غیبت چغلی، شکوہ، شکایت، طنز و تشنیع جیسے افعال کا گذر حضرت حافظ ملت کی مجلس میں کبھی نہیں ہوتا اور نہ ان باتوں کو سننا پسند کرتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک صاحب حاضر بارگاہ ہوئے حضرت نے پوچھا کیسے آنا ہوا۔ عرض کیا حضور بڑی خاص بات ہے، اس کا مطلب یہ تھا کہ طلبہ کو ہٹا دیا جائے تو عرض کروں۔ مگر طلبہ سے کچھ کہنا تو درکنار، فرمایا میں کسی کی ایسی بات نہیں سنتا کہ اگر

---

[1] ترجمہ: اس کو دیکھو کہنے والا کیا کہہ رہا ہے یہ نہ دیکھو کہنے والا کون ہے۔

کہیں اس کا ذکر آجائے تو اس میں آپ کا نقصان ہو اگر ایسی بات ہو تو نہ کہئے۔

حضرت قاری عبدالحکیم صاحب قبلہ نے بیان کیا کہ تلسی پور کے ایک معتقد برامپور بغرض ملاقات تشریف لائے اور حاضر بارگاہ ہوئے درمیان گفتگو عرض کرنے لگے۔ مولانا عتیق الرحمٰن صاحب حضرت کو ایسا ایسا کہتے ہیں، فرمایا جی ہاں مولانا عتیق الرحمٰن صاحب قبلہ ایک جید عالم دین ہیں۔ سنیت کے خادم ہیں حضرت مولانا بہت بڑے عالم ہیں۔ بڑوں کو حق ہے کہ چھوٹوں کو جو چاہیں کہہ لیں۔ مگر چھوٹوں کو حق نہیں کہ بڑوں کا جواب دیں۔

اسی طرح کا واقعہ ۱۹۷۱ء میں پیش آیا جب اہل مبارکپور نے حافظ ملت کے خلاف ایک پمفلٹ کے جواب کی اجازت چاہا، تو فرمایا "یہ مخدوم زادوں کی طرف سے ہے خادم کو حق نہیں کہ مخدوم زادوں کا جواب دے" اس لئے میری طرف سے جواب دینے کی اجازت نہیں ہے اگر ایسا کیا گیا تو مجھے بے حد تکلیف ہوگی۔

حضرت مولانا عبدالمبین صاحب نعمانی نے بیان فرمایا بلکہ ایک موقع پر جب عقیدت مندوں نے جوابی کاروائی پر اصرار کیا تو سختی سے منع کرتے ہوئے فرمایا "جو میری طرف سے جواب دیگا وہ میرا نہیں، میرا نہیں، میرا نہیں" گویا حضرت واقعی جوابی کاروائی کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اور دل سے چاہتے تھے کہ جواب میں مصروف ہو کر وقت برباد نہ کیا جائے اور نہ بات آگے بڑھائی جائے۔ اس سے حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے انتہائی خلوص کا بھی اندازہ لگتا ہے جبکہ ایسے موقع پر بہت سے بزرگ بننے والے حضرات منع بھی کرتے ہیں تو بہت دبے لفظوں میں گویا جواب چاہتے بھی ہیں اور دکھانے کے لئے منع بھی کرتے ہیں۔ کہ بعد میں بات اگر بھوہڑ ہو جائے تو یہ کہہ کر دامن بچا لیں کہ میں نے تو منع کر دیا تھا۔ حافظ ملت کا یہ رویہ معمولی دل گردے کی بات نہیں ہے ایسے ہی افراد کے بارے میں کہا گیا ہے۔ ؎

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا ۔ انتھی بلفظہ۔

مرشد کامل

ایک مرشد اور پیر کے لئے سنی صحیح العقیدہ ہونے کے ساتھ اتنا علم رکھنا ضروری ہے کہ پیش آمدہ مسائل ضروریہ کتابوں سے نکال سکے تاکہ احکام کی بجا آوری اور منہیات سے پرہیز کی صورتوں پر عمل کرنا اور عمل کرانا ممکن ہو سکے۔ اور یہ بھی کہ سلسلہ خلافت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک بلا انقطاع پہنچتا ہو۔

مذکورہ بالا اوصاف مرشد کی روشنی میں حافظ ملت کو دیکھا جائے تو سلسلہ خلافت تو سبحان اللہ سلسلہ عالیہ قادریہ امجدیہ کے مجاز و ماذون ہونے کے ساتھ اشرفیہ معمریہ اور دوسرے سلاسل کی اجازت و خلافت سے سرفراز تھے۔ اور سنی ایسے کہ عمر بھر اہلسنت کے عقائد و مسائل کی خدمت اس طرح کرتے رہے کہ حافظ ملت کے لقب سے دنیا جانتی اور پہچانتی ہے۔ علم زیر نظر کتاب اور دوسرے مطبوعہ واقعات اور اشرفیہ کی چوالیس سالہ تدریسی خدمات سے اس طرح ظاہر کہ استاذ العلماء اور جلالۃ العلم کے خطاب کا سہرا حافظ ملت کے سر زیب دیتا ہے۔

فرائض و واجبات کی ادائیگی تو اپنی جگہ سنن و مستحبات کا ترک بھی گوارہ نہیں تھا۔ اور منہیات سے پرہیز تو اس درجہ تھا کہ مکروہ تنزیہی سے بھی احتراز کا التزام فرماتے کبھی صدری یا شیروانی کا بٹن کھول کر نہیں پہنتے، راقم نے کسی بھی موسم میں صدری یا شیروانی کے بٹن کھلے ہوئے نہیں دیکھا۔ سردی کے موسم میں کمبل یا چادر ہمیشہ سر کے اوپر سے اوڑھتے۔

عورتوں کا مردوں سے پردہ کرنا یا مردوں کا عورتوں سے گفت و شنید ممنوع شرعی کا وہ حصہ ہے جسے آج نہ معاشرے میں قبیح سمجھا جا رہا ہے اور نہ پیر و مرید اسے قبیح تصور کر رہے ہیں۔ مگر حضرت حافظ ملت اس پر سختی کے ساتھ کاربند تھے۔

کہ کوئی ایسی عورت جس کا سامنے آنا شرعاً جائز نہ ہو اس کو اپنے یہاں آنے کی بھی اجازت نہ دیتے۔

حضرت قاری عبد الحکیم صاحب نے بیان کیا کہ حاجی خیر اللہ دلال کے پوتے ولی اللہ صاحب نے ایک مرتبہ حضرت سے عرض کیا حضور میری دادی دیوار کی آڑ سے حضرت سے کچھ کہنا چاہتی ہیں تو فرمایا، "عورت کی آواز بھی عورت ہے تم ضرورت پوچھ کر آؤ۔" جبکہ ان کی عمر اس وقت ستر سال سے متجاوز رہی ہوگی اور حاجی خیر اللہ دلال دارالعلوم اشرفیہ کے متولی اور بہی خواہ بھی تھے۔ مگر حکم شریعت کے سامنے نہ تعلقات کا لحاظ تھا نہ کسی اور چیز کا۔

ایک مرتبہ میں اپنی جماعت کے ساتھ درسگاہ میں حاضر تھا ایک طالب علم نے آکر عرض کیا حضور ایک خاتون آئی ہوئی ہیں تو فرمایا "کسی چھوٹے بچے کو بلاؤ۔" ایک چھوٹے بچے کو حکم کے مطابق بلایا گیا تو فرمایا "ایک خاتون آئی ہوئی ہیں جاؤ ان سے کہدو وہ فوراً اپنے گھر چلی جائیں اور ضرورت پوچھ لو، آئندہ کبھی مدرسہ نہ آئیں کوئی ضرورت پڑے تو کسی مرد کو بھیج دیا کریں یا کسی چھوٹے بچے سے اپنی ضرورت لکھ کر بھیج دیا کریں۔"

پیر اور مریدہ

دور طالب علمی میں رودرپور ضلع دیوریا کے ایک صاحب نے حضور حافظ ملت سے اہل خانہ کے ساتھ مرید ہونے کی تمنا راقم سے ظاہر کی کہ حضرت کو دعوت دے کر گھر بلانا چاہتا ہوں تاکہ اہل خانہ کے ساتھ مرید ہو سکوں، چوں کہ مجھے یہ علم تھا کہ حضور حافظ ملت صرف بیعت کرنے کی دعوت پر کہیں تشریف لے جانے سے حتی الامکان احتراز کرتے ہیں. اس لئے راقم نے ان سے کہا، اگر حضرت کو بلانا چاہتے ہیں تو میلاد شریف کا پروگرام رکھئے اور حضرت سے میلاد شریف ہی کا ذکر کیجئے گا۔ اور یہ کہ حضرت کی قیام گاہ پر کوئی عورت یا بالغہ لڑکی ہرگز نہ جائے، اس پر انہوں نے کہا جب عورتیں مرید ہو جائیں

گی تو سامنے جانے میں کیا حرج ہوگا۔ مرید ہونے کے بعد تو وہ بیٹی کی منزل میں ہو جائیں گی۔ ان کی یہ بولی پیر اور مریدہ کے موجودہ ماحول کی عکاسی کر رہی تھی اس لئے مجھے کہنا پڑا کہ حافظ ملت ان پیروں میں نہیں ہیں جن کے یہاں مریدہ بیٹی کی منزل میں آجائے بلکہ مریدہ عورت کو اپنے پیر سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے۔

مرید ہونیوالی عورتیں اور طریقہ بیعت

عورتوں کو بیعت کرنے کا طریقہ اگرچہ اپنی نگاہوں سے دیکھا نہیں ہے۔ مگر سنا ضرور ہے تاہم حضرت قاری عبدالحکیم صاحب قبلہ سے توثیق کے بعد ہی بدیہ ناظرین کر رہا ہوں۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے یہاں عورتوں کو مرید کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ شوہر یا بھائی سے کہہ دیتے کہ مرید ہونے والی عورتوں کو دروازہ کے پیچھے بٹھا دو، باہر سے رومال کا ایک حصہ اندر کرا کے ایک کونہ پکڑنے کی ترکیب بتاتے ہوئے یہ بھی فرما دیتے ,, جو میں کہوں اس کو آہستہ آواز میں دہرائیں،، اس طرح نہ پیر عورتوں کے سامنے ہوا، اور نہ عورتیں پیر کے سامنے ہوئیں۔ اور نہ عورتوں کی آواز پیر کے سننے میں آئی۔ (بتوثیق قاری عبدالحکیم صاحب)

پیر کی تلاش

بعض عوامی پرانے بزرگوں سے کہتے ہوئے سنا ہے " پانی پیو چھان کر پیر کرو پہچان کر "

درسگاہ میں جب " اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاخُذُوْنَ دِیْنَکُمْ " پڑھا تو خیال گذرا کہ بزرگوں کا یہ قول محض عوامی بات نہیں ہے بلکہ " پانی پیو چھان کر پیر کرو پہچان کر " اپنے اندر حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطر بیزیاں لئے ہوئے ہے۔

پیر کی تلاش کا ایک واقعہ

محب محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب پورنوی عزیزی تقویٰ وطہارت اور عبادت وریاضت کے ایسے پابند تھے کہ زمانہ طالب علمی ہی میں ان کی ذات سے ولایت کی بو ملتی رہی اور فراغت کے بعد تارک الدنیا بھی ہو گئے۔ موصوف نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ پیر کے انتخاب میں ہر خانقاہ کا سفر کر چکا ہوں جہاں بھی گیا چند ایام ٹھہر کر شب وروز دیکھا، مگر شریعت کی جو پابندی حضور حافظ ملت کے یہاں پایا کسی خانقاہ میں دیکھنے میں نہیں آئی۔

طلبہ کی ایک مجلس میں موصوف مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے بیان کیا کہ پرانے مدرسہ میں میری اور حضرت کی قیام گاہ کے درمیان صرف ایک دیوار کا فاصلہ ہے۔ اس لئے حافظ ملت کے رات کے حالات مجھ سے بہتر کوئی اور نہیں جان سکتا۔ حضرت حافظ ملت ۱۰ بجے کے بعد گھنٹہ دو گھنٹہ آرام فرماتے ہیں پھر پوری رات تہجد اور وظائف کی ادائیگی کے بعد تلاوت قرآن مجید میں مشغول

لہ مسلم شریف، ترجمہ۔ دین خیر خواہی ہے تم اس کو دیکھو جس سے دین لے رہے ہو۔

رہتے ہیں، تلاوت کے درمیان کبھی کبھی کسی سے گفتگو کرنے کی آواز بھی آتی ہے جبکہ باہری دروازہ پوری رات بند رہتا ہے۔ نہ معلوم حضرت کے پاس کون سی مخلوق آتی جاتی ہے عرض و معروض کرنے کے بعد اپنا جواب لے کر واپس چلی جاتی ہے۔ لمبے لمبے سفروں سے واپسی کے بعد بھی رات کے معمول میں کوئی فرق نہیں آتا ہے۔

جھاڑسوگڑا کے ایک شخص کا واقعہ

حضرت حافظ ملت کے جمشید پور تشریف لیجانے کی تاریخوں میں جھاڑسوگڑا اڑیسہ کے رہنے والے ایک شخص وقت سے پہلے ہی اسٹیشن پہنچ جایا کرتے تھے انھوں نے اپنا واقعہ کئی بار بیان کیا کہ میں نوعمری میں نماز کے ساتھ کچھ وظائف کا بھی پابند تھا دوستوں کے اصرار پر ایک بار تراویح کے بعد سینما دیکھنے چلا گیا واپسی کے بعد سویا اور خواب میں دو آدمی میرے پاس آئے اور کہا تم کو فلاں جگہ بلایا جارہا ہے اب وہ دونوں مجھ کو لے کر ایسی جگہ پہنچے کہ وہاں سے تاحد نگاہ کانٹوں کا جنگل تھا، اشارہ کرتے ہوئے کہا وہ دیکھو اس مکان میں جاؤ یہ کہہ کر اتنا زوروں کا دھکا دیا کہ میں گرتے پڑتے اس مکان کے اندر پہنچ گیا، کمرہ میں ایک بزرگ تشریف فرماتے، سر نیچے کئے ہوئے ہاتھ کی چھڑی سے دیواروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا " وظیفہ کا اثر یہی ہے" میں نے دیواروں کی طرف دیکھا تو سینما کی تصویریں نظر آئیں اب چھڑی سے مجھ کو مارنے لگے میں مار کھانے والوں کی طرح اِدھر اُدھر گھومتا رہا نیند کھلی تو دیکھا کہ بستر اسی طرح سمٹا ہوا ہے جس طرح میں مار کھانے میں اِدھر اُدھر ہوتا رہا۔

ایک مدت کے بعد ایک جلسہ میں پہنچا اور حافظ ملت پر نظر پڑی تو خواب کا سارا منظر سامنے آگیا، جلسہ کے بعد تنہائی میں اپنا خواب بیان کرکے داخلِ سلسلہ ہونے کی درخواست کی اور داخل سلسلہ ہوگیا۔

پیر کی رہنمائی

حافظ افتخار احمد جو مبارکپور سے قریب ایک گاؤں کے رہنے والے تھے ان کے ایک دوست حافظ محمد صاحب اجازت و خلافت بھی حاصل تھی اور حافظ افتخار احمد صاحب کے گاؤں میں بسلسلۂ بیعت وارادت جایا بھی کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے دوست کو بیعت وارادت کی ترغیب دلا رہے تھے تو گلوخلاصی کے لئے حافظ افتخار نے کہہ دیا میری طبیعت کسی پیر پر جمتی نہیں ہے، یہ سن کر حافظ محمد صاحب نے کہا رات کو سوتے وقت باوضو سرکار غوث پاک کی بارگاہ میں فاتحہ پڑھ کر پیر کی درخواست عرض کر کے سو رہیئے ان شاء اللہ تعالیٰ پیر کی طرف رہنمائی مل جائے گی۔ حافظ افتخار احمد صاحب نے بیان کیا کہ میں نے اس پر عمل کیا، خواب میں ایک بزرگ کے ساتھ حضرت حافظ ملت کو دیکھا اس بزرگ نے حافظ ملت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ پیر ہیں ان سے مرید ہو جاؤ۔

داخل سلسلہ کرنیکے بعد کی تعلیم

راقم الحروف نے مولانا منور حسین صاحب گورکھپوری کے ساتھ حاضر بارگاہ ہو کر داخل سلسلہ ہونے کے لئے عرض کیا، تو فرمایا سرکار مفتی اعظم ہند ولایت کے تاجدار ہیں ان کی طرف رجوع کرنا چاہیئے، میں ایک سیہ کار انسان ہوں۔ اتنا فرما کر اپنے کام میں مصروف ہو گئے پھر جب دیکھا کہ ہم لوگ ٹلنے والے نہیں ہیں تو داخل سلسلہ فرمالیا اور پھر بیعت وارادت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا نماز کی پابندی اور جھوٹ نہ بولنے کو اپنے لئے لازم کرو۔

حصول مؤکل

عاملین کا طریقہ ہے کہ عملیات کے ذریعہ مؤکلین کا حصول کرتے ہیں اور پھر ان مؤکلین کے ذریعہ کسی چیز کی خبر دینا ان کا معمول بن جاتا ہے۔

حصول مؤکل اور حافظ ملت

درسگاہ میں ایک مرتبہ تقویٰ و پرہیز گاری سے متعلق کلام جاری رکھتے ہوئے حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے والد گرامی مرحوم کا واقعہ بیان فرمایا کہ ایک درویش والد گرامی کے پاس تشریف لائے درمیان گفتگو انھوں نے محسوس کیا کہ آمدنی کم اور اخراجات زیادہ ہیں تو کہا میں آپ کو ایک دعا بتا دیتا ہوں اسے آپ روزآنہ پڑھا کریں تو مصلی کے نیچے یومیہ خرچ کے لئے پیسے مل جایا کریں گے، والد صاحب نے پوچھا وہ پیسے کہاں سے آئیں گے تو فرمایا اس سے آپ کو کیا غرض کہ پیسے کہاں سے آئیں گے۔ والد صاحب نے اسے منظور نہیں کیا اور کہا مجھے ایسے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے جس کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے کہ کہاں سے آئے ہیں،

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا الحمد للہ میں نے بھی کبھی کسی مؤکل کے لئے کوئی عمل نہیں کیا جو کیا اللہ اور رسول کی رضا کے لئے کیا۔ بحمدہ تعالیٰ اللہ اور رسول کی رضا کے ساتھ مؤکل بھی ملے۔

دفع سحر کی ترکیب

بڑھل گنج ضلع گورکھپور سے قریب موضع تیمر کے رہنے والے عظیم اللہ نامی ایک طالب علم نے راقم سے بیان کیا کہ میرے گھر نہ معلوم کیا بات ہوگئی ہے کہ کھانا پکتا ہے تو اس میں اوپر سے غلاظت گرتی رہتی ہے۔ والدہ سو نہیں پاتی ہیں شیاطین ان کو پوری رات پریشان کرتے رہتے ہیں گھر چھوڑ کر فلاں جگہ چلی گئیں ہیں وہاں بھی وہی حالات ہیں۔ اس واقعہ کو لیکر ہم دونوں

حضور حافظ ملت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، راقم نے ان کے گھر کا یہ واقعہ بیان کیا تو نام اور جگہ پوچھے بغیر بلا توقف فرمایا سحر کیا گیا ہے (جبکہ عامل نام اور جگہ پوچھ کر عمل پڑھنے کے بعد خبر دیتے ہیں) پھر فرمایا اللہ کے رسول کا ارشاد ہے " جادوگروں میں سورہ بقرہ کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے " کوئی صحیح خواں مکان کے اندر بلند آواز سے سورہ بقرہ کی تلاوت کر کے ایک بالٹی پانی پر دم کر کے اس پانی کو پورے مکان میں چھڑک دے " غالباً یہ بھی فرمایا تھا کہ پانی سامنے رکھ کر پڑھنا شروع کرے۔

راقم نے عرض کیا حضور وہاں ناظرہ خواں ہی ملیں گے جو عموماً صحیح خواں نہیں ہوتے ہیں اگر ان کو (حافظ عظیم اللہ) چھٹی دیدی جائے تو یہ خود پڑھ لیں گے۔ ارشاد فرمایا چوں کہ ضرورت ہے اس لئے اجازت ہے۔

حافظ عظیم اللہ نے واپسی کے بعد بیان کیا کہ جب اس عمل کو چالیس دن پورے ہوئے پانی پر دم کر کے جب پانی چھڑکنا شروع کیا تو یک بیک پورے مکان میں آگ سی لگ گئی، میں نے پانی چھڑکنا بند نہیں کیا جب مکان کے ہر حصہ میں پانی کے چھڑکاؤ سے فراغت ملی تو آگ بھی بجھ گئی اس کے بعد کبھی یہ شکایت پیدا نہیں ہوئی۔

روشن ضمیری

حضرت مولانا محمد نعمان خانصاحب صدر المدرسین الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی نے بیان فرمایا کہ میرے والد گرامی حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان سے ملاقات کے لئے کبھی کبھی حاضر ہوتے، ایک بار ملاقات کیلئے حاضر ہوئے اور چھٹی سے قبل اپنے ایک رشتہ دار کے یہاں چلے گئے، جو ان دنوں مبارکپور میں رہتے رہے، دوپہر کا کھانا وہیں کھا کر واپسی کے وقت ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا، خانصاحب پتلی روٹی میرے یہاں بھی پک سکتی ہے میں موٹی روٹی کچھ افادیت کی بنا پر پسند کرتا ہوں۔

حضرت مولانا محمد نعمان خانصاحب نے بیان فرمایا والد صاحب کا رشتہ دار کے یہاں جانے کی واقعی یہی بات تھی۔ مگر والد صاحب نے اس کا ذکر کسی سے بھی نہیں کیا تھا۔

الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی ضلع فیض آباد کے درجہ حفظ و قرأت کے ایک مدرس کے لئے حضرت علامہ قمر الزماں صاحب اعظمی حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، حضرت قاری عبد الحکیم صاحب قبلہ نے جو اس وقت دار العلوم اشرفیہ میں شعبۂ حفظ و قرأت کے مدرس تھے، حکم کے مطابق اپنے درجہ سے دو طالب علموں کو حاضر خدمت کر دیا، حضور حافظ ملت نے ان دونوں طالب علموں پر ایک نگاہ ڈالی اور مولانا قمر الزماں صاحب اعظمی کو مخاطب کر کے جلال الدین نامی طالب علم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، مولانا! آپ ان کو لے جائیں یہ آپ کے لئے بہت مناسب رہینگے۔

(بروایت حضرت قاری عبد الحکیم صاحب)

آج نہ الجامعۃ الاسلامیہ محتاج تعارف ہے اور نہ قاری جلال الدین صاحب کسی تعارف کے محتاج ہیں جن کے اہتمام اور حضرت علامہ محمد نعمان خاں صاحب قبلہ کی صدارت میں الجامعۃ الاسلامیہ ان مدارس کی صف میں ہے جنہیں شہرت کا ایک معیار حاصل ہے۔

الجامعۃ الاسلامیہ کے معیار، اور یہ آپ کے لئے بہت مناسب رہینگے، کا موازنہ کیا جائے، تو حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی روشن ضمیری کا جلوہ "یہ آپ کے لئے بہت مناسب رہیں گے" کے فرمان میں بکمال و تمام نظر آرہا ہے۔

حضرت مولانا محمد حسین صاحب خطیب و امام جامع مسجد جگسلائی جمشید پور بہار نے، حضرت مولانا محمد احمد صاحب مصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور سے بیان کیا، کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے دور طالب علمی میں اس خادم کو امام کہہ دیا تو امامت اس طرح میرے ساتھ لازم ہو گئی کہ امامت سے سبکدوشی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ——— (بروایت حضرت مولانا محمد احمد مصباحی صاحب)

کبر و نخوت

انسان میں کبر و نخوت اور اپنی اچھائی کا ذہن اس وقت بننا شروع ہو جاتا ہے جب انسان کی کوئی خوبی زبان زد خاص و عام ہو جائے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کہیں اور کسی مجلس میں ہوتے اور حضرت کے کسی خوبی کا اظہار کسی کی زبان سے ہوتا تو نہ صرف یہ کہ خاموش رہتے بلکہ اپنی زبان سے انکسارانہ ارشاد فرماتے "میں اس تعریف کے لائق نہیں ہوں"۔

بنگال کے ایک جلسہ میں اختتام جلسہ کے بعد حافظ محمد شریف صاحب نے جو اس جلسہ کے روح رواں تھے اعلان کیا کہ جن لوگوں کو مرید ہونا ہو وہ حضور حافظ ملت سے مرید ہو جائیں۔ یہ سن کر حضور حافظ ملت مائک پر تشریف لائے اور انتہائی خفگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا "میں وہ پیر نہیں ہوں جس کا اشتہار اور اڈورٹائز کیا جائے"، جبکہ جلسہ گاہ میں ایسے لوگوں کی کثرت تھی جو مرید ہونے کے ارادہ سے آئے تھے مگر حضرت کو اس کا علم نہیں تھا۔

مبارکپور کے ابتدائی ایام میں عہدہ صدارت کے لئے کچھ نامساعد حالات پیدا ہو گئے تھے اس وقت حضور حافظ ملت نے اپنا جو فیصلہ صادر فرمایا تھا کہ میں عملی صدر مدرس ہوں۔ اور صدر مدرس کے تمام اختیارات مولانا اعظمی صاحب کے قلم سے جاری ہوں گے۔ غالباً اسی فیصلہ کے پیش نظر درخواست داخلہ کی منظوری میں تحریر فرماتے "درخواست منظور ہے داخلہ کر لیا جائے"۔

کبھی کسی درخواست پر منظوری کی حاکمانہ تحریر راقم کے دیکھنے میں نہیں آئی۔

سبب کبر سے احتراز

زیارت حرمین طیبین سے واپسی کے بعد ایک موقع پر کسی نے حاجی صاحب کہہ دیا تو ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا الحمد للہ بچپن سے نماز کا پابند ہوں کوئی نمازی صاحب نہیں کہتا

ہے حج کرلیا تو لوگ حاجی صاحب کہنا چاہتے ہیں۔

مطلب یہ ہوا کہ نماز پڑھنے کی وجہ سے جب کسی کو نمازی نہیں کہا جاتا ہے تو حج کر لینے کے بعد حاجی کیوں کہا جائے۔

اسراف سے احتراز

کسی موقع پر معتقدین نے مبارکپور واپسی کے لئے فرسٹ کلاس کا ٹکٹ منگانے کا ذکر کیا تو فرمایا جب میں تھرڈ کلاس سے سفر کرسکتا ہوں تو فرسٹ کلاس کا ٹکٹ منگانا فضول خرچی ہوگی۔

پابندی نماز کا معیار

بہت سے لوگ نماز تو پڑھتے ہیں۔ مگر پابندی کے ساتھ نہیں پڑھتے ایسے لوگوں کی تنبیہ یوں فرماتے "ایک وقت کی نماز نہ پڑھنے والا بھی بے نمازی ہے"۔

نماز میں دل لگنے کا نسخہ

مبارکپور کے رہنے والے ایک حاجی صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔ حضور نماز میں خیالات بٹتے رہتے ہیں بہت کوشش کرتا ہوں کہ نماز میں یکسوئی رہے مگر نہیں ہو پاتا۔ ارشاد فرمایا حاجی صاحب "جو کچھ نماز میں پڑھئے اپنے کان سے پڑھنے کی آواز سنتے رہیے"۔ حاجی صاحب پھر کسی دوسرے موقع پر حاضر ہوئے اور عرض کیا، حضور کے بتا ہوئے طریقہ پر عمل کیا، اب نماز میں یکسوئی رہتی ہے اور خیالات بٹتے نہیں ہیں۔

حقوق کی ادائیگی

دنیا میں انسان کے ساتھ جو حقوق متعلق ہیں انھیں دو حصوں میں بانٹا جا سکتا ہے۔ حقوق اللہ، حقوق العباد۔

حقوق العباد میں والدین کے حقوق، بیوی بچوں کے حقوق، استاد اور شاگرد کے حقوق، پڑوس اور متعلقین کے حقوق، بڑے اور چھوٹے کے حقوق،

حقوق اللہ جو شب و روز انسان کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہیں۔ ان کی

ادائیگی کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی انتہائی مشکل امر ہے۔ دیکھا یہ جاتا ہے کہ ایک صوفی آدمی دنیاوی تمام حقوق کو بالائے طاق رکھ کر صرف یاد خدا میں مشغول ہو جاتا ہے۔ دنیاداروں کی بات ہی کیا جو حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کو بھی پامال کرتے رہتے ہیں۔ مگر حضور حافظ ملت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی ذات گرامی حقوق اللہ کی کامل ادائیگی کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی یکتا و منفرد تھی۔ اس باب میں اگر کوئی صاحب تلاش وجستجو کر کے واقعات جمع کر لیں تو ادائیگی حقوق کے باب میں ایک مکمل کتاب رہنما کی حیثیت سے سامنے آسکتی ہے۔

ادائیگی حقوق کی تاکید

حضرت قاری عبد الحکیم صاحب قبلہ گونڈوی نے بیان فرمایا کہ ایک بار محرم کی تعطیل میں گھر جانے کا ارادہ نہیں تھا، حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا، قاری صاحب آپ گھر جائیں گے یا نہیں۔ عرض کیا حضور ارادہ نہیں ہے۔ فرمایا "پانچ چھ روز کی چھٹی ہو رہی ہے آپ گھر چلے جایئے بچوں کے بھی حقوق ہیں"۔

بیماروں کی عیادت

راقم کے ہم سبق مولانا عبد الستار صاحب پورلیاوی کے علالت کی خبر درسگاہ میں ملی۔ قیام گاہ جاتے وقت مولانا عبد الستار صاحب کے کمرہ میں تشریف لے گئے خیریت پوچھا، دعا دی اور تسکین کے کلمات سے تسلی دیا اس کے بعد قیام گاہ تشریف لے گئے۔

شفقت

کوئی بچہ یا طالب علم یا ماتحت جب ایسا کوئی کام کر جاتا ہے جو غیر مناسب ہو تو ایسے موقع پر گدھا، بیوقوف، بے عقل، بدھو کہنے کا عام رواج ہے۔ مگر اس طرح کے مواقع پر حضور حافظ ملت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا نہ گدھا کہتے نہ بیوقوف اور نہ بے عقل فرماتے نہ بدھو بلکہ بڑے پیار بھرے انداز میں فرماتے "ارے جنتی"۔

نسب کی حقیقت

راقم الحروف کا داخلہ اشرفیہ میں گلستاں کی جماعت میں ہوا تھا۔ عام روش کے مطابق گلستاں کی جلد کے اوپری حصہ پر نام کے ساتھ موٹے حروف میں "انصاری" لکھ رکھا تھا۔ ایک روز حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی نگاہ لفظ "انصاری" پر پڑ گئی۔ قریب بلا کر فرمایا "انصاری کا مطلب یہ ہوتا کہ تمہارا سلسلۂ نسب حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے کیا تمہارے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے، اگر نہیں ہے تو لکھنا صحیح نہیں ہے، اب مت لکھنا"۔

نہ معلوم اس جملہ میں کونسی تاثیر تھی کہ اس فرمان کے بعد لفظ "انصاری" نام کے ساتھ لکھنے کی ہمت کبھی نہیں ہوئی۔ جبکہ وہ دور بچپن کا تھا۔

حافظ ملت نمبر کی تصحیح

حافظ ملت نمبر کے صفحہ ۱۶۱ پر ایک مضمون نگار نے عبد العزیز نام رکھنے کی وجہ بیان کیا ہے" ماں باپ نے غیر ارادی طور پر اس کا نام عبد العزیز رکھ دیا یا یوں کہیئے کہ مشیت ربانی مستقبل کی تابناکی اور بے مثالی کے لئے والدین کی رہبری فرما رہی تھی"۔ مضمون نگار کی وجہ تسمیہ عدم علم کی مشعر ہے۔

حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے عبد العزیز نام رکھے جانے کی وجہ بارہا بیان فرمائی ہے۔ راقم نے بھی فرماتے سنا ہے کہ "میری پیدائش پیر کے دن ہوئی دادا مرحوم اس وقت بیمار تھے محلہ کی ایک عورت یہ کہتی ہوئی آئی کہ ہیرا آیا ہے دادا مرحوم نے اسے ڈانٹا اور کہا کہ اس کا نام میں نے عبد العزیز رکھا ہے، دہلی میں اس نام کے ایک بڑے عالم اور محدث گذرے ہیں انشاء اللہ میرا یہ بچہ بڑا ہو کر عالم دین ہوگا"۔

دنیا نے دیکھ لیا کہ حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام کی برکت اور دادا مرحوم کی پیش گوئی سے صرف عالم دین

ہی نہیں بلکہ تا عمر احادیث شریف کی خدمت بھی کرتے رہے۔ عمر کے آخری دن بھی درس بخاری شریف دے کر داعی اجل کو لبیک کہا ۔

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

ظرافت

ہم عمر لوگوں کی مجلسوں میں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض اہل مجلس بعض کے کسی کام یا اس کی کسی صفت کو اس طرح پیش کرتے ہیں کہ اہل مجلس اس پر ہنس پڑیں۔ ایسے موقع پر وہ شخص بھی کچھ اسی طرح کا جواب دیتا ہے جس سے اپنے اوپر آئی ہوئی بات اہل مجلس کی طرف منتقل ہو جائے اور ہنسی کی بات اس کے اوپر نہ رہ جائے۔ اس طرح کے واقعات دور صحابہ کرام میں بھی ملتے ہیں اور اسلاف سے بھی اس طرح کے واقعات کتابوں میں موجود ہیں۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان سے بھی ظریفانہ کلمات موقع بموقع صادر ہوئے ہیں۔

کسی موقع پر حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے ساتھ کچھ ہم عمر علماء کھانے کے لئے دسترخوان پر تشریف فرما ہوئے۔ جب میٹھا کھانے کی باری آئی، ایک صاحب اور لوگوں کے کچھ بعد تک میٹھا کھاتے رہے، اس پر احباب نے دبی زبان میں کہا، یار کتنا کھا رہے ہو۔ برجستہ جواب ملا ارے یار سنت ہے حضور حافظ ملت نے اس جواب کو سن لیا اور فرمایا۔ مگر اتنا کہاں سنت ہے۔

نتیجۂ فکر محمد عبدالعلی عزیزی فیضی

منقبت

ماہنامہ اشرفیہ اکتوبر/نومبر ۱۹۹۶ء

آنکھوں سے ملوں سر پر رکھ لوں اے حافظ ملت کی چادر
قربان ترے دل و جان سے میں اے پیر طریقت کی چادر

نادان ہے وہ جو نا سمجھے گمراہ نظر بھی کیا دیکھے
طیبہ کے مناروں کے صدقے یہ شمع ہدایت کی چادر

ہے غوث کے در کی اس میں مہک ہے خواجہ کے جلووں کی چمک
ہے مسلک اعلیٰحضرت کی یہ نشر و اشاعت کی چادر

جاری ہے عزیزی میخانہ مستوں کا بھرا ہے پیمانہ
رکھ لی ہے عزیز ملت نے کاندھوں پہ قیادت کی چادر

کردار و عمل کا وہ پیکر ذرّوں کو بنایا شمس و قمر
ملت کو دیا ہے لخت جگر اس حافظ ملت کی چادر

اغیار پہ چھایا سکتہ ہے کہتے ہیں سبھی یہ برجستہ
دیکھی نہ سنی ایسی کوئی آداب شریعت کی چادر

اشرفیہ کی لاج ہے یہ علماء فقہا کا تاج ہے یہ
ہے صدر شریعہ کی نظر کرم احسان و عنایت کی چادر

روتے ہیں خوشی سے مصباحی وہ ذرہ نوازی یاد آئی
رکھ دی تھی جو خالی ہاتھوں پہ دستار فضیلت کی چادر

جو کچھ بھی ملا اس در سے ملا للہ کرو دکھ اور عطا
آئے ہیں تمہارے در کے گدا لائے ہیں عقیدت کی چادر

کیا خوف زمانہ ہو دشمن کیا غم ہو پرایا اپنا چمن
فیضی ترے سر پر جلوہ فگن بوالفیض کے تربت کی چادر

از: حسان الہند پدم شری بیکل اتساہی

منقبت

درشان علامہ کاظم علی عزیزی علیہ الرحمۃ والرضوان

اک شریف النفس انساں حضرت کاظم علی
عالم دیں لطفِ قرآں حضرت کاظم علی

وہ دبستان عزیزی کا چراغ بے مثال
بزم علماء میں نمایاں حضرت کاظم علی

گلشن فصل عقیدت کے اصول پر بہار
غنچہ و گل کے بھی ارماں حضرت کاظم علی

عاشقِ شاہِ ہدیٰ، دیوانۂ غوث الوریٰ
فیض رضویت بداماں حضرت کاظم علی

میکدے میں علم دین مصطفیٰ کے رات دن
خم برائے تشنہ کاماں حضرت کاظم علی

سادگی میں حافظِ ملت کا ستھرا بانکپن
خامشی میں نغمۂ جاں حضرتِ کاظم علی

ہاتھ پھیلا نہیں دشواریوں کے راہ میں
یعنی اک سچا مسلماں حضرت کاظم علی

وہ مرا محبوب ساتھی دوست محسن ہمنوا
پیکر اخلاص واحساں حضرت کاظم علی

اے عزیزی ہے تری دنیا حسیں جس کی دعا
آخرت کا بھی ساماں حضرت کاظم علی

آج بیکلؔ یاد میں اس کی کوئی نغمہ سنا — تیرے فکر وفن پہ شاداں حضرت کاظم علی